اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / تیرہواں اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 14/مارچ 2025ء بمطابق ۱۳/رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	توجہ دلاؤ نوٹس۔	29
4	رخصت کی درخواستیں۔	30
5	قرارداد نمبر 38۔	31
6	قرارداد نمبر 39۔	37

جلد 13 ☆☆☆ شمارہ 03

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ۔۔ کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ۔۔۔۔ جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 14/مارچ 2025ء بمطابق ۱۳/رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 02 بجکر 55 منٹ پر زیر صدارت میڈم غزالہ گولہ بیگم، ڈپٹی اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَهُمۡ كُفَّارٌ اُولٰٓٮِٕكَ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓٮِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ۱۶۱

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ج لَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ۱۶۲ وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ۱۶۳

﴿پارہ نمبر ۲ سُوۡرَةُ البقرة آیات نمبر ۱۶۱ تا ۱۶۳﴾

ترجمہ: بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور مرگئے کافر ہی اُنہی پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں اور لوگوں کی سب کی۔ ہمیشہ رہیں گے اسی لعنت میں نہ ہلکا ہوگا اُن پر سے عذاب اور نہ اُن کو مہلت ملے گی۔ اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے کوئی معبود نہیں اُس کے سوا بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا ہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِيۡم۔

☆☆☆

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰه. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وقفہ سوالات۔جی میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر103 دریافت فرمائیں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): میڈم اسپیکر صاحبہ! جب بھی سوالات آجاتے ہیں تو وزراء بھاگ جاتے ہیں۔ہمیں پتہ نہیں کہ کیوں سارے بھاگتے ہیں۔نہیں اس طرح نہیں ہے میڈم۔پہلے بھی سوالات میں اسی طرح ہوا ہے اور آج بھی سوالات کے لیے وزراءنہیں ہیں۔پھر فائدہ کیا ہے سوالات کا؟ یا پھر آئندہ ہم سوال نہیں کریں۔اگر سوالات کا سلسلہ ہی ختم کر دیں، کوئی ترمیم لے آئیں اِس طرح کی ہم اُس کو پاس کر دیں گے، سوال وجواب ختم کریں گے۔اب سوال کرتے ہیں، پانچ مہینے کے بعد تین مہینے کے بعد چار مہینے کے بعد سوال جب آجاتے ہیں تو وزراءنہیں ہیں، فائدہ کیا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔

میر زابد علی ریکی: اس طرح اسمبلی چلانا مناسب نہیں ہے۔اگر میڈم! ہمارے منسٹرز وغیرہ نہیں آتے جیسے ہمارے اپوزیشن لیڈر نے کہا اگر ہمارے منسٹرز آتے ہیں پانچ مہینے کے بعد، وہ بھی پھر بعد میں منسٹر نہیں ہوتے ہیں۔اگر اس طرح ہے تو آپ کوئی رولنگ دے دیں کہ آج کے بعد نہ question ہے نہ قرارداد ہے، بس آئیں گے، بیٹھیں گے، اپنی حاضری لگا کر واپس جائیں گے۔یہ پھر بہتر ہوگا میڈم! میرے خیال سے ہماری رائے لے لیں یہ میرے خیال سے زیادہ بہتر ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: نہیں جی اب اس چیز کے لئے next اس چیز کے لئے انکو پابند کیا جائے گا۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): میں معذرت چاہتا ہوں۔زابد ریکی صاحب نے منسٹرز کیلئے یہ کہا کہ منسٹر بھاگ جاتے ہیں۔کئی دفعہ اس طرح بھی ہوا ہے کہ یہاں اسپیکر کی کرسی سے سوالات اور جوابات جن کے ہیں وہ نام لیا جاتا ہے اور اپوزیشن کے دوست غیر حاضر تھے۔یہ تو ہوسکتا ہے، کبھی وہ غیر حاضر رہتے ہیں تو کبھی یہ غیر حاضر رہتے ہیں۔لیکن یہ کوئی طریقہ اس طرح بنالیں کہ یہ بھی حاضر ہوں اور وہ بھی حاضر ہوں۔آپ دیکھ لیں کئی دفعہ اِن کے سوالات defer کیے گئے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ہمیں اپوزیشن کو تھوڑی اہمیت دینی چاہیے۔

وزیر خوراک: جی اہمیت تو دینی چاہیے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم! میری گزارش سن لیں اگر ہم نہیں چاہیں ناں یہ اسمبلی آپ ایک دن نہیں چلا سکتے۔ آپ کا تو ایک بندہ نہیں ہے۔آپ ذرا اپنے لوگوں کو تو گن لیں روزانہ یہی حال ہے۔یہ تو ہم اسمبلی چلا رہے ہیں۔اگر ہم

نہیں چاہیں تو آپ کی اسمبلی ایک دن نہیں چلے گی۔۔۔(مداخلت۔شور)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: دمڑ صاحب! آپ direct بات نہیں کریں، آپ kindly بیٹھ جائیں۔ ڈاکٹر صاحب! kindly اب آپ لوگ بیٹھ جائیں۔آپ اپوزیشن کا ساتھ دے رہے ہیں آپ آجائیں آپ بیٹھیں آئندہ انشاءاللہ سب منسٹرز موجود ہونگے۔

(اس مرحلے میں اپوزیشن اراکین ایوان سے باہر چلے گئے)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: کورم کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں جی۔kindly آپ میں سے کچھ ممبران جا کے اپوزیشن والوں کو منا کے لے آئیں تاکہ سیشن آپ کا اسٹارٹ ہو۔علی مدد جتک! آپ چلے جائیں۔ظہور بلیدی صاحب ہیں۔ جی thank you۔

(اجلاس دوبارہ زیر صدارت میڈم ڈپٹی اسپیکر صاحبہ شروع ہوا)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you اپوزیشن اراکین۔نہیں وہ ہمیں احساس دلا رہے ہیں کہ اُن کے بغیر ہم کچھ نہیں ہیں۔اگر ہم ساتھ مل کے چلیں گے تو ساری چیزیں ساتھ ساتھ چلیں گی۔جی اچھا! زابد علی صاحب! آپ کا سیکنڈ سوال نمبر 104 ہے اُسکو بھی ہم ڈیفر کر دیتے ہیں۔جی میر زابد علی ریکی صاحب آپ کا سوال نمبر 104 وہ بھی چونکہ محترمہ شہناز عمرانی صاحبہ موجود نہیں ہیں۔لہٰذا ہم یہ دونوں مذہبی امور والے questions ڈیفر کرتے ہیں۔جناب اصغر علی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 133 دریافت فرمائیں۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ. Question No.133

☆**133 جناب اصغر علی ترین رُکن اسمبلی:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 23 اکتوبر 2024</u>

کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

تحصیل پشین حلقہ PB-48 میں کل کتنے اسکولوں کی بلڈنگ زیر تعمیر ہے اور ان کو مکمل ہونے میں کل کتنا عرصہ درکار ہے تفصیل دی جائے۔نیز مذکورہ بلڈنگ پشین میں کہاں کہاں واقع ہیں کی بھی مکمل تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات: جواب موصول ہونے کی تاریخ 3 جنوری 2025ء۔

تحصیل پشین حلقہ PB-48 میں کل سات (7) اسکولوں کی اسکیمات ہیں جن میں چھ اسکولوں پر پرانے ریٹ کی وجہ سے کام تاحال بند ہے اور ایک اسکیم بنام گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول ملک یار پشین کی جگہ کا تعین ابھی تک محکمہ ایجوکیشن نے نہیں کیا ہے۔

مندرجہ بالا اسکیمات میں 6اسکولوں کا ریوائز (Revise) پی سی ۔1 بنایا ہے اور محکمہ تعلیم کو مزید کارروائی کیلئے ارسال کیا جاچکا ہے اور جیسے ہی ریٹ ریوائز ہوں گے تو متعلقہ اسکیمات پر دوبارکام شروع کیا جاسکے گا تمام اسکولوں کی اسکیمات کی تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی سوال نمبر133۔ جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ جی کوئی supplementary سوال ہے۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم اسپیکر صاحبہ! اس میں ہم نے اِن سے سوال کیا ہے کہ میرے حلقہ پی بی 48 میں کتنے اسکولز ہیں جن کی بلڈنگ ابھی تک complete نہیں ہوئی ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا ہے کہ اِن میں سات اسکولز ہیں جن کی بلڈنگ incomplete ہے اور اُس کی وجہ یہ بتا رہے ہیں کہ یہ rates revisions کی وجہ سے incomplete ہیں۔ بہرحال کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ یہ کتنے عرصے میں complete ہوں گے۔ اتنے سال ہو گئے ہیں کہ یہ اسکول incomplete ہیں یہ بتائیں مجھے مَیں rates کا مان لیتا ہوں کہ آپ نے کہا کہ rates revised ہوگئے ہیں۔ revisions کی وجہ سے incomplete ہیں جو پشین کے اسکولز کی بلڈنگز ہیں مجھے یہ دیں کہ یہ کتنے عرصے سے incomplete ہیں یہ مجھے بتادیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): اِس میں جواب تو آپ کا پرا پر دیا گیا ہے۔

جناب اصغر علی ترین: آپ مجھے بتادیں ناں اس میں ذکر ہوا نہیں ہے ناں۔ اس میں گول مول جواب دیا گیا ہے۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: آخر میں یہ تفصیل دی گئی ہے آپ ذرا اس کو دیکھ لیں۔

جناب اصغر علی ترین: سوال یہ آپ سے کیا گیا ہے کہ یہ کتنے عرصے سے complete نہیں ہوئی ہیں یہ مجھے آپ بتادیں۔ آپ اس میں کم از کم تیاری کر کے تو آئیں ناں۔ جی کھوسہ صاحب! آپ بتائیں۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): دیکھیں مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ rates کی وجہ سے complete نہیں ہوئی ہیں ایک 1998ء کے rates ایک 18ء کے rates ہیں جن کی وجہ سے آپ کی صرف سات اسکیمات کا مسئلہ نہیں ہے یہ تقریباً 1998ء کے شیڈول کے مطابق ہماری ایک سو چار اسکیمات، مَیں over all بلوچستان کی بات کر رہا ہوں کہ وہ بھی suffer کر رہے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: سر! آپ کی یہ مَیں accept کرتا ہوں کہ revisions کی وجہ سے incomplete ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ کتنے عرصے سے incomplete ہیں یہ مجھے آپ بتادیں۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: یہ اب شاید پچھلے سال کا ہوگا سال دو سال کا ہوگا اس سے زیادہ

تو میرے خیال میں۔۔۔۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم اسپیکر صاحبہ! یہ پچھلے چار یا پانچ سالوں سے incomplete ہیں اس سوال کو کرنے سے پہلے میں ڈیپارٹمنٹ کے پاس گیا ہوں۔ باقاعدہ اپنے پشین کا جو XEN ہے اُسکو بلایا ہے سیکرٹری صاحب کے پاس گیا ہوں اس کی نشاندہی کی گئی ہے اس میں کلی کمال زئی کا اسکول incomplete ہے۔ اور کلی ملک یار کا اسکول incomplete ہے کلی طور شاہ کا اسکول incomplete ہے۔ کلی اللہ آباد کا اسکول incomplete ہے۔ باقاعدہ ہم نے visits کیئے ہیں ہیں پچھلے دو چار چھ مہینے سے باقاعدہ ان کی ڈیپارٹمنٹ کو نشاندہی کی ہے۔ آن ریکارڈ یہ کہتے ہیں کہ یہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ میں کام شروع ہوگا۔ اسکا ہم revision کریں گے۔ آپ مجھے بتائیں کہ آدھا کام ہوا ہے اور آدھا کام incomplete پڑا ہوا ہے ان کو چار سال ہو گئے ہیں میڈم! مجھے بتایا جائے۔ میڈم! تھوڑا سا مجھے سن لیں میں اپنی بات complete کرلوں۔ میڈم! بلڈنگ تو ہم بنا لیتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی کھوسہ صاحب! آپ kindly اِس طرح سے آپ نے کہا کہ جواب کو پڑھا ہوا تصور کا جائے لیکن وہ complete طریقے سے نہیں ہے تو جو ان کی reservations ہیں kindly ان کو دیکھیں سیکرٹری صاحب کے through۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: میڈم! ہم نے تو بتا دیا ہے کہ یہ rates کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ وہ complete نہیں ہو پا رہی ہیں۔ یہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا ہے ہم نے وہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا ہوا ہے وہ اُس پر ورکنگ کر رہے ہیں۔ specific آپ کی یہ جو سات اسکیمات ہیں یہ بہت جلد پی اینڈ ڈی کی طرف چلے جائیں گے تو یہ انشاء اللہ وتعالی یہ جو rates کے حوالے سے ہیں۔ ترین صاحب! گزارش میری یہ ہے کہ یہ rates کی وجہ سے suffer کر رہے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: کھوسہ صاحب! اِتنا بڑا ڈیپارٹمنٹ آپ چلا رہے ہیں تھوڑا سا آپ اس پر چیک اینڈ بیلنس رکھیں آپ خود اقرار کر رہے ہیں کہ سو سے زیادہ اسکول incomplete ہیں اور یہ revisions کی وجہ سے ہیں۔ کیا مزید اس کو پانچ سال لگیں گے revision کے لئے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اصغر صاحب! آپکی reservations ہیں۔ تو آپ کی ہم نے منسٹر صاحب تک پہنچا دی ہیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): میڈم! مجھے تھوڑا سا جواب دینے دیجئے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی کھوسہ صاحب! آپ kindly جس طرح سے آپ نے کہا کہ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا گیا ہے لیکن وہ complete طریقے سے نہیں ہے تو جو ترین صاحب کی reservations ہیں kindly اُن کو سیکرٹری

صاحب کے through دیکھیں۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: میڈم میں گزارش کروں کہ ترین صاحب کو ہم نے تو تفصیل بتادی کہ rates کی وجہ سے وہ complete نہیں ہو پا رہے ہیں لائن ڈیپارٹمنٹ ایجوکیشن کا ہے ہم نے وہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا ہوا ہے وہ اُس پر ورکنگ کر رہے ہیں یہ specific آپ کی جو سات اسکیمات ہیں یہ بہت جلد P&D کی طرف چلے جائیں گے۔ تو یہ انشاء اللہ تعالیٰ جو rates کے حوالے سے۔

جناب اصغر علی ترین: دیکھیں ناں آپ سلیم جان۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: ترین صاحب! گزارش میری یہ ہے کہ یہ rates کی وجہ سے suffer کر رہے ہیں۔ صرف آپ کی سات اسکیمات نہیں ہے overall بلوچستان کا میں نے آپ کو بتایا۔

جناب اصغر علی ترین: اس کو آپ کب revise کرائیں گے۔ یہ آپ دیکھیں نا ں سلیم کھوسہ صاحب آپ concern implement کو Chair کر رہے ہیں آپ اتنا بڑا ڈیپارٹمنٹ چلا رہے ہیں۔ تھوڑا سا آپ اس پر check and balance رکھیں۔ مجھے آپ بتائیں آپ تو خود اقرار کر رہے ہیں کہ 100 سے زیادہ سکول incomplete ہیں اور revision کی وجہ سے ہیں تو یہ revision کب ہوگا۔ مزید اس کو پانچ سال لگیں گے revision کیلئے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اصغر صاحب! آپ کی reservations ہیں تو آپ کی ہم نے منسٹر صاحب تک پہنچادی ہیں۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: میڈم! مجھے تھوڑا سا جواب دینے دیجیے please مجھے تھوڑا سا جواب دے دینے دیجیے۔ دیکھیں! ایک تو آپ کی سات اسکیمات ہیں specific وہ ہم نے already ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو instructions دیے ہوئے ہیں وہ اس پر ورکنگ کر رہی ہے۔ اور ورکنگ کے بعد وہ P&D میں چلے جائیں گے تو اس پر علیحدہ سے کام ہو رہا ہے۔ آپ تھوڑی سی مہربانی کر کے میری بات پورے تحمل کے ساتھ سن تو لیں۔ آپ تشریف رکھیں، میری بات سنیں پھر اس کے بعد آپ بیشک جو cross question کرنا چاہتے ہیں کریں۔ میڈم! اِس میں مَیں نے عرض کی ہے کہ 98ء کے شیڈول کے مطابق ہماری ایک سو چار اسکیمات ہیں۔ وہ بھی suffer کر رہے ہیں۔ اِس کے علاوہ 2018ء کا جو شیڈول ہے اُس کی اُن اسکیمات کی تعداد تقریباً کوئی 1109 ہے وہ بھی suffer کر رہے ہیں۔ تو اِس پر ہم نے چیف منسٹر صاحب کے ساتھ ہم نے ایک آدھ دفعہ میٹنگ کی ہے۔ یہ 10 فروری کو بھی اِس پر میٹنگ ہوئی سی ایم کے ساتھ۔ پھر سی ایم نے P&D اور ہم دونوں C&W کو یہ ٹاسک دیا ہے کہ اس پر ورکنگ کریں۔ اور اس پر ہماری ورکنگ ابھی بھی جاری ہے within a week ہم یہ جتنی بھی اسکیمات ہیں

آپ کی اسکیمات کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ آپ کی اسکیمات already ہم بھیج چکے ہیں۔ وہ انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد اِس پر کیا کہتے ہیں شیڈول ہے اُس پر ہم revise پر چلے جائیں گے۔ وہ انشاءاللہ تعالی کام start ہوگا جلد۔ لیکن یہ میں overall بلوچستان کا بتا رہا ہوں۔ کہ وہ within week ہم P&D کو بھیج رہے ہیں اور P&D کے بعد یہ چلا جائے گا cabinet میں۔ وہاں پر cabinet میں یہ decide ہوگا۔ کیونکہ پورے بلوچستان کے جو بلڈنگز ہیں وہ ہمارے suffer کر رہے ہیں۔ اِس پر ہم لوگ انشاءاللہ تعالی cabinet میں اِس کو جو ہے ناں 2023ء کے شیڈول کے مطابق لے آئیں گے۔ تاکہ جو ہماری یہ جو بلڈنگ suffer کر رہی ہیں اِن کا مسئلہ حل کر سکیں۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم! میرا question یہ ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

جناب اصغر علی ترین: دیکھیں بلوچستان میں ابھی جتنے بھی سکولز ہیں یا hospitals ہیں یا اُن کی عمارتیں ہیں وہ پتہ نہیں وزیر صاحب خود فرما رہے ہیں کہ 100 plus اسکولز incomplete ہیں۔ ٹھیک ہے میڈم! آپ دیکھیں یہ جون آجائے گا۔ جون میں آپ surrender دیکھیں اربوں روپیہ surrender ہو جائیں گے۔ اربوں روپیہ ضائع ہو جائیں گے۔ لیکن جو نامکمل تعمیراتی کام ہے وہ ویسے کے ویسے پڑے رہیں گے۔ اب question یہ ہے میڈم! یہ تو ایک مَیں نے example دی ہے پشین کے جو سکول ہے۔ اِس طرح ہر ڈسٹرکٹ کا آپ اٹھالیں، چاہے وہ ہیلتھ سسٹم ہو، چاہے وہ ایجوکیشن سسٹم ہو۔ یہاں P&D کے وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میڈم! یہاں فنانس کے وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اِس چیز کو میڈم! یہ ensure کرلیں کہ جون آرہا ہے surrender and excess ہو رہا ہے یہ excess and surrender سے اچھا ہے کہ جو incomplete اسکیمز ہیں وہ block allocation amount اُن اسکیمات کو دی جائیں تاکہ وہ complete ہو جائیں۔ میڈم! یہ مَیں ابھی سے اِس floor پر نشاندہی کر رہا ہوں۔ چونکہ میں پی اے سی کا چیئر مین ہوں۔ میڈم! میں اِتنا بڑا دعویٰ کرتا نہیں ہوں۔ تو فنانس کے ساتھ P&D کیساتھ بھی یہ مَیں ایک چیز اِس floor پر رکھنا چاہ رہا ہوں۔ یہ دیکھیں میڈم! ابھی سو اسکول نامکمل ہیں ہیلتھ میں پھر اِس طرح یہ ہوگا کوئی بڑا پروجیکٹ کا بلوچستان میں ڈیمز XYZ روڈ، کوئی بھی چیز، کوئی بھی project آپ اُٹھا کے دیکھ لیں۔ وہ پیسوں کی وجہ سے جو block alloction amount میں کام نہیں ہو سکا، جو پیسے authorise ہوئے وہ کم ہوئے ہیں۔ لیکن P&D اور فنانس مل کے یہ کام کر سکتے ہیں۔ کیا مطلب، آپ کے حلقے میں کوئی سکیم incomplete ہے پیسہ نہ ہو وہ جو اسکیم نہیں چل رہی ہے اُس کے پیسے اٹھا کے آپ اِس کو مکمل کر سکتے ہیں۔ اگر ڈاکٹر مالک صاحب کے حلقے میں کوئی اسکیم incomplete ہے پیسے دے، تو کسی اور اسکیم کا پیسہ block

سے اٹھا کے وہ complete کر دیں۔ اِس طرح یہ بلوچستان کی جو اسکیمات ہیں جو نامکمل ہیں وہ alloction complete ہو جائیں گی۔لیکن میڈم! یہ ہم نہیں کرتے۔ یہ responsibility جو ہے P&D اپنے سر لیتا ہے۔ ناں فنانس اپنے سر لیتا ہے۔ یہ بجٹ آجائے گا میڈم! پھر اپنی پی ایس ڈی پی کی بھی رپورٹ پیش کریں گے۔ اُس میں ہم نے ڈیپارٹمنٹ کو بار ہا بتایا ہے، فنانس کو بتایا ہے۔ P&D کو بتایا ہے۔ابھی جو عمران زرکون صاحب آئے ہوئے ہیں فنانس میں، وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ کوئی بھی ایسا فائل نہیں جو مکمل ناں ہو، وہ کوشش کر رہے ہیں کہ جتنا پیسہ surrender سے بچ سکتا ہے بچیں۔لیکن مزید یہ جو ہم اسکیمز کی بات کر رہے ہیں، یہ جو سات اسکیمز ہیں میڈم! اِس کا کوئی issue نہیں ہے۔ revision کا اور اس کا صرف financial issue ہے کہ پیسے نہیں ہیں۔ اِس کے لیے پیسے مختص نہیں کیے گئے۔لیکن میڈم! یہ ہے کہ block alloction پیسہ اُٹھا کے یہ وزیر صاحب سے میں ایک request کرتا ہوں کہ وہ جتنی بھی incomplete اسکیمات ہیں، وہ complete کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس بلوچستان کے پیسوں کی نہیں ہے۔ ہمارے پاس بجٹ کی کمی نہیں ہے۔ ہمارے پاس یہ کمی ہے کہ ہم utilise نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس یہ ہے for example ایک اسکیم ہے میڈم! ایک کروڑ روپے کی اُس میں پچیس لاکھ روپیہ، پچاس لاکھ authorise ہوا ہے۔تو 25 ہم نے خرچ کیے 25 مزید ڈیمانڈ کرتے ہیں، وہ پڑے رہتے ہیں انہیں ہم خرچ نہیں کرتے ہیں۔ پھر ہم end میں جا کے جون آ جاتا ہے بس surrender کر دیتے ہیں۔surrender کرنے کے لیے کوئی سزا اجزا کا تعین نہیں ہے۔ اُس آفیسر سے نہیں پوچھ لیا جاتا یا XEN صاحب ہوں یا AC صاحب ہوں یا PD صاحب ہوں کہ یہ جو پیسے آپ نے سیکنڈ ڈیمانڈ کیے آپ نے quarter کیوں نہیں خرچ کیا ہے۔ یہ اس کی سزا اجزا ہے نہیں۔تو میڈم! وقت بڑا مختصر ہے جون قریب آ رہا ہے۔ اِس بلوچستان کو surrender کے لالچ سے بچائیں، اِس بلوچستان کو جو اسکیمات incomplete ہیں۔ یہ وزیر صاحب ٹھیک ہے کھوسہ صاحب ٹھیک فرما رہے ہیں کہ جی اس کے rates revised ہوں گے۔اب rate بھی revise ہو جائے گا۔لیکن اگر complete نہ ہوں تو پھر فائدہ کیا ہے۔تو آپ سے request ہے کہ P&D, finance میں بیٹھ کے اور اپنی cabinet میں بیٹھ کے اِس issue کو اٹھائیں کہ block alloction سے پیسے اٹھا کے یہ 100 سکول ہیں یہ اگر 200 سکول ہیں اگر یہ ہزار سکول ہیں یا کوئی اور بھی ڈیپارٹمنٹ کی اسکیمات incomplete ہیں جو پیسے کی وجہ سے اُس کو complete کریں تا کہ آپ deliver کر سکیں اور پبلک دیکھ سکے کہ بھئی حکومت کام کر رہی ہے۔ ہمارا تو ایک مشورہ ہے ہم نے اچھا مشورہ دیا ہے نیک نیتی سے دیا ہے اپنا تجربہ جو چھوٹا ہمارے پاس ہے۔ لیکن فنانس کام کر رہا ہے میڈم! لیکن یہ ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کو چاہیئے کہ تمام سیکرٹریز کو لیٹر لکھیں کہ جو جو پیسے اُنہوں نے مانگے ہیں اور خرچ نہیں کیا ہے surrender کریں گے۔

اُس کے خلاف کارروائی کریں۔نہیں ہوسکتا پھر کوئی بندہ وہ کریں۔ ہر بندہ پھر پیسہ خرچ کرے گا مجبور ہوگا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بالکل، ترین صاحب آپ کی بات پوائنٹ آ گیا ہے۔اور یہ بات حقیقت ہے کیونکہ صرف آپ کی نہیں کئی دیگر ممبران ہیں جن کی اسکیمات اب تک وہ complete نہیں ہوئیں۔ترین صاحب! آپ کی بات مکمل ہوئی۔کھوسہ صاحب! آپ جواب دیں گے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم! مَیں اصغر بھائی کی بات کو endorse کرتا ہوں۔ بیٹھے ہوئے ہیں ظہور صاحب، بیٹھے ہوئے ہیں شعیب صاحب ہیں۔ اِس وقت priority میں جتنی complete اسکیمیں ہیں، چاہے جس کے بھی ہیں۔ آپ اُن کو complete ضرور کریں۔ کیونکہ وہاں بلوچستان کے پیسے ہیں، اس کے علاوہ ظہور صاحب! آپ خود interest لے لیں، اِس وقت تین ہزار سے زاید ہمارے پاس shelterless schools موجود ہیں۔اُن کو کم از کم آپ قسطوں میں کوئی shelter دینے کی strategy بنائیں۔فرض کریں جس کالج میں آپ نے پڑھا ہے بی آر سی تربت میں، اُس کی تین اسکیمز ہیں جو کہ پانچ پانچ سال سے پڑی ہوئی ہیں۔ ایک administrative block ہے، جو جس کو ایک زمانے میں مَیں نے بنایا ہے، ابھی تک ہے۔ ایک bachelors hostel ہے انڈسٹریز کا ایک بہت بڑا وہ پڑا ہوا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے گورنمنٹ بیٹھے بلوچستان کے جس جس ڈسٹرکٹ میں جیسے اصغر صاحب نے کہا، وہ جو پیسہ خرچ ہوا ہے، 80% جن جن کے کام ہو چکے ہیں۔ آپ لوگ مہربانی کر کے ان کو complete کر لیں۔ جو shelterless ہیں اُن کو complete کر لیں تا کہ آپ لوگوں کے credits میں کچھ چیزیں آ جائیں۔ میری آپ کو یہ تجویز ہے۔ مجھے امید ہے کہ آنے والے بجٹ میں آپ اِن چیزوں کا خیال رکھیں گے۔شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: ظہور صاحب! میں تھوڑی سی بات کر لوں۔ تو میں جواب دے دوں اُنکو۔ بیشک آپ تفصیلی بات کرلیں۔میڈم! جس طرح اصغر ترین صاحب نے کہا ڈاکٹر صاحب بھی ہمارے لیے محترم ہیں۔جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا ایک تو میں اپنے معزز اپوزیشن کے ایم پی ایز کو یقین دہانی کراتا ہوں یہ جو ہماری بلڈنگز ہیں، جو ریٹس کی وجہ سے جو کر رہے ہیں coming cabinet میں یہ decide ہو جائے گا، یہ revise ہو جائیں گے انشاء اللہ وتعالیٰ۔ دوسرے جو ڈاکٹر صاحب نے بات کی، ترین صاحب نے بات کی جو بلڈنگز کے حوالے سے اُس پر بھی already سی ایم صاحب کی سربراہی میں یہ ہم میٹنگ کر چکے ہیں جو 70% سے زیادہ یا 80% ہیں، یا 60% سے زیادہ جس پر کام ہوئے ہیں۔جس پر ورکنگ ہوئی ہے، constructions کے حوالے سے۔ اگر

دوسری کوئی سکیم ہے جو ابھی تک start نہیں ہوئی ہے تو ہم reappropriation میں ہم کوشش کریں گے کہ اُن کو priority دیں گے۔ تو یہ میں اپوزیشن کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم اس طرح اپنے پیسوں کو ضائع نہیں کریں گے۔ کوئی ہم پیسوں کو surrender کرنے نہیں جا رہے ہیں۔ جو ہماری اہم اسکیمات ہیں اُن کو ضرور complete کریں گے انشاءاللہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔ جی ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات و پی ڈی اے): شکریہ میڈم اسپیکر۔ محرک کا بہت اچھا ہی سوال تھا اور وزیر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا اور ڈاکٹر صاحب نے بھی بڑی اچھی input دی ہے۔ اب بنیادی طور پر کچھ flaws ہیں جن کو rectify کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک تو ہماری پی ایس ڈی پی میں کوئی 530 بلین کی throw-forward ہے۔ دوسرا ہر گورنمنٹ وہ ایک اچھی پی ایس ڈی پی بناتی رہی ہے۔ جس کی وجہ سے جو backlog ہے یا throw-forward کا ہے وہ بڑھتا گیا ہے۔ ہماری وہی مثال ہے کہ آگے دوڑ اور پیچھے چھوڑ۔ ہم آگے دوڑتے رہے ہیں، پیچھے والی چیزیں چھوڑتے رہے ہیں۔ اب اِس ایشو پر کابینہ میں سیر حاصل بحث ہوئی ہے۔ ہم چونکہ پلاننگ کمیشن کو follow کرتے ہیں، اُنہی کے manuals کو سارا صوبہ apply کرتے ہیں۔ پلاننگ کمیشن کا طریقہ کار یہ ہے کہ ہر سال وہ اپنے CSR کے rates کو update کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں پچھلی گورنمنٹ میں قدوس صاحب کی حکومت میں، کابینہ نے ایک فیصلہ کیا تھا کہ جی 2024-25ء کی یہ جو پی ایس ڈی پی ہے اُس کو نئے ریٹس کے مطابق بنایا جائے۔ اور باقی selective دیکھا جائے کہ جو جو اسکیمات ہیں آپ سمجھتے ہیں کہ وہ viable ہیں، اُنکے rates revise کریں۔ لیکن جو سی ایم صاحب کی سربراہی میں ایک میٹنگ ہوئی تو اُس میں میرا stand یہ تھا کہ ہم ایک blanket approval دے دیں اور جو بھی اسکیمات ہیں سب کو ہم اُنکے rates revise کر دیں اور اُس پر ورکنگ جاری ہے۔ جس طرح منسٹر صاحب نے فرمایا کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو بھی کہہ دیا گیا ہے، سی اینڈ ڈبلیو بھی ورکنگ کر رہی ہے۔ ہم اس کو کابینہ لے جا کر ایک blanket approval دلوائیں گے۔ جہاں تک ڈاکٹر مالک صاحب نے بات کی، ایک اور بڑا اہم مسئلہ ہے۔ یہاں اسکیم approve ہو جاتی ہیں اور پیسے بھی finance سے ریلیز ہو جاتے ہیں، XEN کے اکاؤنٹ میں چلے جاتے ہیں۔ اور وہ جتنی چھوٹی چھوٹی اسکیمز ہیں، وہ تقریباً ہماری کوشش یہ ہوتی ہے انکو ہم پورے ایلوکیشن دیکھ کر complete کریں۔ اب progress review meeting ہر سال سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کی ہوتی ہے۔ اور اُس میں ایکسیئن صاحب فرماتے ہیں کہ ہم یہ پروجیکٹ complete کر لیں گے۔ at the end وہ پروجیکٹ کمپلیٹ نہیں کر پاتا اور پیسے lapse

ہو جاتے ہیں۔ اب چونکہ SAP system میں وہ سارے پیسے چلے گئے اُس سکیم کے اور جو پی ایس ڈی پی سے automatically omit ہو جاتا ہے۔ اب تینوں اسکیموں کی جو ڈاکٹر صاحب نے نشاندہی کی، اُن کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ اُن کے پیسے lapse ہو گئے ہیں اور پی ایس ڈی پی سے omit ہو گئے ہیں۔ اب اس کو اس طرح کریں گے کہ ایک ورکنگ سی اینڈ ڈبلیو کے ساتھ کر کے جو جو اسکیمات اس طرح رہ گئی ہیں اُن کو دوبارہ include کر کے اُن کے پیسے دیں گے۔ لیکن ایک بات ہمیں پوری اسمبلی کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ بلوچستان کی جو ڈویلپمنٹ ہے، وہ detract ہو چکی ہے۔ ابھی ہماری کوئی ڈویلپمنٹ کی کوئی سمت نہیں ہے۔ ہمارے پاس نہ کوئی data ہے، ہمارے پاس جو bureau of statistics ہے وہ بالکل dormant میں پڑا ہوا ہے۔ اب دنیا میں جہاں جہاں ترقیاتی جو عمل ہے، اُس کو تو experts گائیڈ کرتے ہیں۔ اُس کو through data گائیڈ کرتے ہیں۔ ابھی ہمارے پاس صوبے میں نہ اسکولوں کی تعداد ہے۔ نہ ہمارے پاس accurate اسٹوڈنٹس کی تعداد ہے۔ اور نہ ہی ہم نے کوئی اس حوالے سے پلاننگ کی ہے۔ اس پر سی ایم صاحب نے کافی زور دیا ہے کہ اِن چیزوں کو بہتر کریں گے۔ اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہماری جو ڈویلپمنٹ ہے وہ track پر آ جائے۔ تو یہ دو تین ایشوز ہیں انشاءاللہ ہماری بھرپور کوشش ہوگی کہ اس دفعہ اسکو sort-out کریں۔ اور ہماری جو backlog ہیں throw-forward کا، اگر ہم اس کو کم کر سکیں گے، اُتنا ہی اس صوبے کے لیے اچھا ہوگا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔ جی سردار عبدالرحمٰن صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): بہت بہت شکریہ میڈم۔ گزارش یہ ہے کہ آج میرے آفس میں کیبنٹ کا ایک وہ ایجنڈا آیا ہے۔ سی ایم صاحب نے شاید اس کی approval دے دی ہے۔ اور ہمارے پاس آیا ہے through circulation۔ سب کا وزراءاعلیٰ جتنے بھی بلوچستان میں جب سے یہ صوبہ بنا ہے اُن کی مراعات کا، perk and privileges کا، ایک letter جاری ہوا ہے۔ اب اُن کو اے ٹی ایف دو، اسٹینو دو، ڈرائیور دو، پورے پاکستان میں جتنے بھی بلوچستان کے ہاؤسز ہیں اُن کی فری انٹری ہو۔ سرکاری وہیکلز ہوں۔ اور گارڈ بھی ہوں وہ اُسکو ایک نیا نویلا وہ کیا ہے جامرز اور پتہ نہیں کیا کیا کے ساتھ۔ مَیں نے تو خیر اُس کو oppose کیا ہے۔ اگر یہاں سے ہم کہتے ہیں کہ بلوچستان میں جو ہے ناں مالی بحران ہے اور throw-forward ہے۔ اسکیمیں ہیں۔ اب جتنے بھی، مَیں کسی ایک وزیراعلیٰ کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ جتنے بھی، سب کے وزیراعلیٰ آئے ہیں۔ بجٹ کچھ پاس ہوتا ہے۔ بعد میں through summaries وہ دس گنا، بیس گنا، چالیس گنا اپنے حلقے میں یا اپنے منظورِ نظر لوگوں میں جو ہے ناں وہ اسکیمیں بانٹتے ہیں۔ تو اُن سکیموں کی حالت یہ ہوتی ہے مَیں ایک چھوٹی سی مثال دوں گا کہ آپ بھی کرا چی گئی

ہونگی۔ ہمارا بھی اُدھر اُس راستے سے گزر ہوتا ہے۔ خالق آباد میں انہوں نے کوئی ایک وہ بہت بڑے ایریا میں ڈی سی سیکرٹریٹ تھا، پتہ نہیں کیا کیا۔ پتہ نہیں میں تو ابھی ایک ڈیڑھ سال سے نہیں گزرا ہوں۔ وہ کھنڈرات کا منظر پیش کررہا ہے۔ اُس کے لئے جب خالد لانگو صاحب تھے وہ fight کرتے رہے۔ پھر ضیاء لانگو صاحب بھی fight کی ہے۔ اگر ایک ارب کی اسکیم ہے تو اُس کو peanut کے طور پر ایک کروڑ دو کروڑ دے دیئے جاتے ہیں۔ اُسی سے throw-forward بڑھتا ہے اور یہ uncomplete اسکیموں کی ایک شکل بن جاتی ہے۔ وہ پانچ پرسنٹ، دس پرسنٹ اُس پر خرچ ہوتا ہے۔ اپنے دَور میں 20% خرچ کر گیا وہ سی ایم صاحب چلے گئے۔ اُس کے بعد وہ liability بن گئی گورنمنٹ آف بلوچستان پر۔ کہ جی آپکا فنانشل ایک کروڑ کی اسکیم ہے، 20 بیس لاکھ خرچ ہوئے ہیں ابھی آپ نے اَسی لاکھ دینے ہی دینے ہیں۔ اسی سے جیسا ظہور صاحب نے کہا کہ نہ سَر ہے نہ پیر ہے، نہ ڈیٹا ہے، نہ کچھ ہے۔ ایک طریقہ کار ہے کہ آپ جج میں یہ کریں گے، ایجوکیشن میں اور فلاں میں یہ کریں گے۔ میرے حلقے میں تو گرِڈ اسٹیشن تو منی ہے جو کوئی 24 کروڑ روپے کا ہے۔ دو تین سال سے اس دفعہ چار کروڑ روپے کی ایلوکیشن ہوئی ہے۔ اب گرِڈ اسٹیشن ایسی چیز ہے کہ ہم وہ تو نہیں ہے کہ سیمنٹ کی بوری لو اور سریا لو۔ دو فُٹ دیوار اُٹھا دو۔ یہ تو فیڈر لائن جائے گی کھمبے خریدے جائیں گے اُس کی purchases ہوگی۔ اب یہ پتہ نہیں کب تک لگ جائے گا۔ اسی طریقے سے ایک فیڈر لائن ہے میری جو تقریباً کوئی چار کروڑ کی ہے۔ اُس میں ایک کروڑ کی ایلوکیشن ہے۔ اچھا! جن چیزوں پر نہیں ہونی چاہیئے وہاں تھوک کے حساب سے ایلوکیشنز ہیں۔ out of the way سمری کے ذریعے ایمرجنسی کے ذریعے کی جاتی ہیں۔ تو میرے کہنے کا مقصد ہے کہ ایک rationalization ہوتا کہ اُس کے مطابق یہ ڈویلپمنٹ چلے۔ اُس کے مطابق باقی سیکٹرز میں، اب میڈم اسپیکر! آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ اس ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ ایک اسکیم آئی ہے دو ارب کی یا تین ارب کی ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی۔ ہمیں پتہ ہی نہیں ہے۔ میرے خیال میں majority یہ جو بیٹھے ہوئے ہیں میرے دوست بھائی کسی کو پتہ نہیں ہے۔ distribution ہوئی اَپ گریڈیشن پرائمری سے مڈل تک۔ 119 سکول ہیں۔ اُس میں سے straight-away اٹھارہ سکول ڈیرہ بگٹی کو چلے گئے۔ 12 سکول حب کو چلے گئے۔ 30 سکول ایسے گئے۔ باقی remaining کسی کو ایک ملا ہے۔ کسی کو دو ملا ہے کسی کو ملا ہی نہیں ہے۔ یہ کونسا طریقہ ہے؟ مَیں یہ چیز، thanks to CM مَیں نے CM کے علم میں لانا سلیم صاحب ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں اِن کے بھی علم میں ہے۔ باقیوں کو بھی علم ہے۔ دوستوں کو بھی علم ہے۔ CM نے clear-cut آرڈر دیا ہے کہ اس کو rationalize کرو۔ لیکن وہ خالی گُفتم شُنیدم، اُس حد تک ختم ہوگیا۔ ابھی تک اُس کا، میرا خیال ہے پورے سب سے دوستوں سے آپ پوچھیں کہ آپ کا، آپ کو کتنے سکول دیئے گئے؟ آپ یہ پورے بلوچستان کی نمائندگی کررہی ہیں خواتین یا اقلیت، اُن کا ایک مخصوص

حلقہ نہیں ہے کہ جی کوئٹہ ون، یا پی بی بارکھان وَن، تربت وَن، پنجگور وَن نہیں۔ آپ سے کوئی تجاویز لی گئی؟ میرے خیال ہے نہیں۔ ہاں یہ ساروں سے پوچھیں۔ تو یہ چیزیں disbalanced کرتی ہیں بجٹ کو۔ محرومی یہاں سے پیدا ہوتی ہے۔ کہ جی میں CM ہوں بس پورا بجٹ اُٹھا کے میں، اگر میرے پہلے بارکھان سے ہے۔ initially میں پانچ سات ارب کیچکی میں کہ جی میں CM ہوں میرا حق ہے۔ اُس کے بعد through سمری، فنانس، پی اینڈ ڈی، سی ایم، ایک چینل بن جاتا ہے۔ وہ بندر بانٹ شروع ہوجاتی ہے۔ میں کسی ایک CM کی بات نہیں کررہا ہوں۔ یہ سابقہ پریکٹس جتنے بھی CMs گزرے ہیں۔ اب یہ perks and privileges ہیں۔ خیراتی آتے ہیں، خیراتی۔ نگران وزیراعلیٰ بن جاتے ہیں۔ جناب! وہ بھی، اُس کو بھی بندوق بردار بھی دو سرکاری گاڑی بھی دو، ٹیلیفون بھی فری، موبائل کی مد میں تیس، ابھی میرے سامنے سے گزرا ہے، تیس ہزار روپے ٹیلیفون کی مد میں اُسکو دو۔ POL دو۔ گیسٹ ہاؤسز جتنے بھی ہیں ہیں سرکاری اُن تک اُنکی رسائی ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اگر کسی کو خطرہ ہے۔ ہاں یا ریڈزون میں بنگلے دو۔ قبضے ہیں کون خالی کرائے گا؟ جی مجھے خطرہ ہے۔ یہ چیزیں جب تک ہم اِن کو صحیح نہیں کریں گے بلوچستان، میں بڑے دعوے کرتا ہوں کہ جی بلوچستان، اگر مجھے چیف منسٹر بنادو تو میں یہ کروں گا میں وہ کروں گا۔ میں اپنا ٹائم گزار کے جو میں نے کرنا ہوتا ہے وہ کر کے نکل جاتا ہے۔ ہاں پھر یہ ضرور ہے کہ جسکے پاس یہ دو ہونٹ بہت زیادہ چلنے والے ہوں تو اُس کی say ہے۔ اُس کی ہر جگہ say ہے اسلام آباد میں بھی say ہے، اسٹیبلیشمنٹ میں بھی say ہے اسمبلی میں بھی say ہے۔ جو جو خاموش ہے، وہ بھائی اُسکا وہ حلقہ بھی گیا اُس کا سب کچھ گیا۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے۔ جیسا کہ ظہور صاحب نے نشاندہی کی۔ اب بلاک ایلوکیشن ہے بلاک ایلوکیشن پر ہائی کورٹ نے پابندی لگائی ہوئی ہے۔ cabinet کی decision ہے کہ یہ جو سی اینڈ ڈبلیو کے ریٹس ہیں مارکیٹ کے مطابق وہ میرے خیال میں جام صاحب کے زمانے میں ہوئے تھے sorry وہ یہ ہوئے تھے قدوس صاحب کے زمانے میں ہوا ہے۔ کہ جی بہت difference آجاتا اِدھر تو پتہ نہیں لگتا۔ مُرغی ہم خرید رہے تھے 540 روپے کی۔ رمضان شریف آیا بابرکت مہینہ اُسمیں ساڑھے سات سو ساڑھے آٹھ سو پر پہنچ گئی۔ وہ تین سو جو ہم کما رہے ہیں انشاء اللہ آخری عشرے میں جا کے مطاف میں بیٹھیں گے۔ اور سر منڈوا کے واپس آجائیں گے۔ ہاں، ہاں ہم عمرہ کر کے آگیا لوگ آئیں گے۔ ہاتھ بھی چوم رہے ہیں کھجور ہم کراچی سے اٹھا کے لے آتے ہیں۔ اوہو، اوہو۔ یہ تو اُدھر کی کھجور ہے۔ وہ کھڑے ہو کے کعبہ کی طرف منہ کر کے، یہ زَم زَم ہے۔ حالانکہ ہم راستے سے جریکین بھر کے لے آتے ہیں۔ کعبہ کی طرف منہ کیا ہوا ہے۔ زَم زَم پی رہے ہیں۔ ہم سے تو وہ لوگ اچھے ہیں، آپ دیکھیں انگلینڈ کے دیکھیں، وہاں جو جہاں یہودی ہیں اور عیسائی ہیں۔ ہم مسلمان ہیں ہمارے رمضان کے احترام میں وہ prices cut کر دیتے ہیں اور ہماری حالت یہ کہ وہ بھوسے کی طرح یہ فارمی مُرغی ہے ہم باقی چیز، چینی کہاں پہنچ گیا

۔گھی کہاں پہنچ گیا۔ کہ جی ہم مسلمان ہیں ماشاءاللہ اِتنی داڑھی ہوگی، قُرآن شریف بغل میں ہوگا۔اور کام یہ ہیں ہمارے۔ تو میرے کہنے کا مقصد میڈم! یہ ہے خدارا! اِس بلوچستان پر ترس کھائیں، یہ جو باتوں کی وہ کیا ہوتے ہیں بادشاہ ہوتے ہیں کیا مجھے وہ اُردو بھی نہیں آتی ہے۔اُس سے نکلیں اِس بلوچستان کی طرف توجہ دیں۔کل میٹنگ میں کہا کہ جی نوکریاں بکتی ہیں۔نشاندہی کرو کون بیچتا ہے۔اُس کو سرعام جناح روڈ سنگسار، جس کو رجم کہتے ہیں، کیا جائے۔وہ جو بیچتا ہے نوکریاں کیوں بیچتا ہے؟ ہاں اِس بلوچستان کا آدمی لگے گا اُس کا حق ہے۔اب کچھ چیزیں ایسی ہیں جو میرٹ پر جاتی ہیں۔وہ بہت پڑھا لکھا ہوگا۔ہاں مَیں آرہا ہوں اصغر! مَیں اُسی طرف آرہا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): میں ایک منٹ لوں گا بس ختم۔اب چپڑاسی، کلاس فور، چوکیدار، اُسکے لئے آپ کیا میرٹ رکھیں گے۔میرٹ یہ ہے کہ اُس علاقے کا ختم ہو۔بارکھان کا آدمی تربت میں نہیں لگنا چاہئے۔تربت کا آدمی خاران میں نہیں لگنا چاہیے۔یہ میرٹ ہے۔تربت کے کلاس فور کا جو بھی ہے اُس کا حق ہے۔تو یہ چیزیں جب تک ہم rectify نہیں کریں گے۔کل میٹنگ میں بڑی بڑی باتیں میں نے بھی کیں دوسروں نے بھی کیں۔یہ ساری باتوں کی حد تک ہے۔تو میرا کہنے کا مقصد یہ کہ ہمارے سکول ویران پڑے ہوئے ہیں۔کسی کی چھت نہیں ہے، کسی کے دروازے نہیں ہیں۔تو آیئے مِل کے ہم نئے بجٹ کی بجائے کہیں کہ جی پہلے یہ اسکیمیں اِتنی پڑی ہوئی ہیں اِنہیں کمپلیٹ کریں پھر آگے چلیں۔ thank you,

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you, thank you. سردار صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ اسی سے متعلق بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: جی اسی پر کرنا چاہ رہا ہوں اسی question پر۔میڈم ابھی P&D کے وزیر صاحب نے بات کا کہ ہمارے پاس data نہیں ہے، خود اقرار کیا کہ ہمارے پاس data نہیں ہے کہ کتنے schools ہیں، کہ universities کتنی ہیں، colleges کتنے ہیں، XYZ۔مطلب یہ data یہ system کون بنائے گا؟ اگر آپ کے پاس data نہیں کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کا، کسی بھی schooling کا، کوئی بھی XYZ یہ ڈویلپمنٹ کے حوالے سے۔تو اس کو بہتر کون کرے گا؟ یعنی پچھلے پانچ سال میں بھی آپ P&D کے چار سال وزیر رہے ہیں، جام صاحب کی گورنمنٹ میں۔ابھی پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ میں بھی آپ P&D کے وزیر ہیں۔اب جیسے فنانس کام کررہا ہے، چیزوں کو بہتر کررہا ہے تو آپ بھی بہتر کریں۔آپ ادھر اسی فلور پر کھڑے ہو کے یہ کہنا کہ ہمارے پاس data

نہیں، دنیا آسمان پر چلی گئی، دنیا اُدھر چلی گئی۔ بھائی! آپ اس کو upgrade کریں، آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو جو میرا سوال کا جواب تھا وہ یہ نہیں ہے، صرف یہ کہ ہمارا یہ ہے وہ ہے۔ اُن کو تو یہ کہنا چاہئے کہ ہم بھی ڈیپارٹمنٹس کے سیکرٹریز صاحبان کو بلائیں گے، ان کی meetings کریں گے، ان کو یہ تجاویز دیں گے، ان کو یہ حکم دیں گے کہ کوئی بھی جو پیسہ آپ کے پاس ہے وہ کم سے کم surrender ہو، کم سے کم excess ہو، اُس کا استعمال ہو، اس کو خرچ کیا جائے۔ اگر خرچ نہیں ہوتا تو P&D کا کیا لائحہ عمل ہوگا؟ میڈم! اسکا تو یہ جواب کہہ دینا تھا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ کا question، آپ نے بہت detail میں بتائی۔ منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ پی اینڈ ڈی منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم! آپ کی ایک منٹ لے لوں گا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: یہ تمام ڈیٹا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہیں۔ میں نے 1993ء میں school mapping کی ہے۔ پرائمری اسکول کی enrollment، اور مڈل اسکول کی enrollment، یہ کتنے shelterless schools شیلٹرلیس اسکولز ہیں، کتنے ٹیچر اسکولز ہیں۔ میرے خیال میں یہ تمام data's آپ کی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہیں۔ اگر اُن کو، وہ update نہیں ہوئے ہیں وہ الگ بات ہے۔ اُن کو منسٹرز صاحبان، P&D اور finance بیٹھ کے، جی اُس کے ساتھ، مَیں نے خود اُن کی mapping کی ہے۔ ہماری fifth primary education کا ایک World Bank کا ایک project تھا، اُس نے یہی کام کیے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: پی اینڈ ڈی منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم آپ نے یہ کہا تھا کہ question۔ میڈم یہ ایک سوال نہیں ہے یہ مطلب ایک سوال کے اندر ہزاروں سوالات ہیں۔ تھوڑا سا اس کو pick کریں۔ ایک سوال یہ میں اسمبلی کے فلور پر بات کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جس ٹائم میڈم! یہ excess and surrender ہوگا اس فلور پر ہم بیٹھیں گے انشاءاللہ۔ پھر مَیں اُس دن یاد کراؤں گا کہ اِس دن تھا، یہ تاریخ تھی، جمعہ کا دن تھا یہ میں بات کہنا چاہ رہا تھا، اور یہ بات پھر انہوں نے ہماری بات غور سے نہیں سنی۔ میڈم! یہ بتا رہا ہوں ابھی اور on record پر بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ آنے والے جون میں بلوچستان کی گورنمنٹ کے، بلوچستان کے عوام کے اربوں روپے surrender اور lapse ہو جائیں گے۔ میں ابھی سے انکشاف کر رہا ہوں۔ میڈم! میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ مسئلہ دس اسکولوں کا، گیارہ اسکولوں کا یا سو اسکولوں کا۔ میڈم! بڑے پیسے آپ کے ضائع ہو رہے ہیں۔ آپ کے projects incomplete ہوں گے۔ آپ کی ایجوکیشن

infrastructure بھی اسی طرح ہوں گے اور روڈ بھی اسی طرح ہوں گے، ہماری ہیلتھ اسی طرح ہوں گے، incomplete طرح ہوگا میڈم! یہ سارا میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ لیکن اُس وقت کیا ہوگا کہ یہاں جون میں پھر اربوں روپے lapse ہوں گے۔ اس فلور پر بتا رہا ہوں اُس lapse سے بہتر نہیں ہے کہ یہ پیسے ڈیپارٹمنٹس کو دیئے جائیں یا C&W کو، یا اریگیشن کو، یا PHE کو دیا جائے۔ اپنے schemes complete کریں۔ تو یہ mechanism کون بنائے گا؟ یہ mechanism پی اینڈ ڈی اور فنانس بنائیں گے، گورنمنٹ بنائے گی۔ تو یہ ابھی بھی اس کے دو تین مہینے ہیں، بجائے یہ کہ پیسے ضائع ہوں، ان کو بلاک ایلوکیشن میں رکھی جائیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی منسٹر فنانس جواب دیں گے۔

وزیر خزانہ: چیف منسٹر صاحب ہر مہینہ ایک یا دو دفعہ PSDP progress review meeting کی رکھتے ہیں۔ وہ یہی چیزیں دیکھتے ہیں کہ release کتنا ہوا ہے، expenditure کتنا ہے، P&D سے authorization کتنی ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

میر شعیب احمد نوشیروانی (وزیر خزانہ) ابھی تک میں آپ کو، اپنے معزز دوست کو بتا تا چلوں کہ 200 ارب کے قریب جو یہ نئی PSDP ہے، اس کی authorization پی اینڈ ڈی سے ہو چکی ہے۔ کوئی 180 ارب کے قریب جو ہے ایک محتاط اندازے سے، کمی بیشی ہو سکتی ہے تھوڑی بہت، وہ جو ہے concerned departments کو release ہو چکی ہیں۔ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ایک سو دس، ایک سو گیارہ ارب کے قریب خرچ کر چکی ہے۔ دیکھیں! میرے دوست کی بات بالکل جائز ہے کہ جو slow progress ہے، کیونکہ ہماری meetings میں یہ سی یم صاحب کی سربراہی میں جو meetings ہوتی ہیں، اُس میں سی ایم صاحب بار بار اس بات کو emphasize کرتے ہیں کہ جو اسکیم fast movings ہیں اور آپ کی جو اسکیمز slow ہیں تو اُن کا قصور تو نہیں جو Fast Scheme Moving کی ایلوکیشن کو آپ Limited رکھیں، Shift کریں، reappropriate کریں through پی اینڈ ڈی۔ بلکہ بعض اوقات اُنہوں نے کہا کہ directly Finance کو بھیجیں، Finance یہ reappropirate کر کے وہ پیسے اسکیمات کو release کر دے گا۔ میں آپ کی بات کے ساتھ ایگری ہوں۔ دوسرا اس میں ایک اور اہم مسئلہ ہے۔ کیونکہ ایک دو meetings میں میں بھی یہ point raise کر چکا ہوں۔ میرے اپنے ڈسٹرکٹ کے ایک دو ہائی اسکول ہیں وہ 2018ء کے جو rates تھے اُن کی وجہ سے ٹھیکیدار کام نہیں کر رہا ہے۔ وہ rates جو ہیں inflation کی وجہ سے، مہنگائی کی وجہ سے، وہ اس اسکیم complete نہیں

ہو پا رہی ہیں۔تو یہ سی ایم صاحب کی knowledge میں ہے۔ابھی ہمارے منسٹر سی اینڈ ڈبلیو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔چونکہ انکے ڈیپارٹمنٹ میں، اُس دن وہ میٹنگ میں موجود نہیں تھے۔لیکن اُنکے سیکرٹری صاحب کو یہ direction دی گئی تھی، P&D کو کوئی direction دی گئی تھی جو umbrella scheme ایجوکیشن جو incomplete ہیں، جو complete نہیں ہو پا رہے ہیں صرف revision کی وجہ سے، اُن سب کا ایک اکھٹا data بنا کے اس کو process کر کے اس کو joint cabinet میں پیش کیا جائے۔تو اس پر already decision موجود ہے۔ منسٹر صاحب سے بھی گزارش ہے، ہمارے ایجوکیشن منسٹر بھی ساتھ ہوں۔ ہماری cabinet بھی ساتھ ہو تو انشاءاللہ اس طرح طرح تمام اسکیمات بلوچستان میں incomplete ہیں، ان کو revision کی وجہ سے، ان کو نئے rates سے revise کی جائیں اور ان کو complete کیا جائیں۔اُس پر انشاءاللہ پورا کام کریں گے، میں اپنے دوست کو تسلی دیتا ہوں۔اِس پر lead لیں گے انشاءاللہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی ابھی ترین صاحب! آپ کا question تھا آپ satisfy ہیں؟

جناب اصغر علی ترین: میڈم! میں بالکل satisfy ہوں اگر وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کو within a week، میڈم! وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم within a week ہم یہ revise کر کے complete کر لیں گے۔ میڈم! ہم نے مشورہ دیا نیک نیتی سے حکومت کو کہ یہ جو پیسے ضائع ہو رہے ہیں اس کو ضیاع ہونے سے روکا جائے۔ یہ پی اینڈ ڈی اور فنانس کا کام ہے کہ وہ کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: مَیں میڈم! مَیں اس topic پر بات کرنا چاہتا ہوں یہ بہت important ہے۔ میڈم اسپیکر! 77 سال ہوگئے ہیں پاکستان کو بنے ہوئے۔میں لورالائی، مرغہ کبزئی ٹو موسیٰ خیل گروک اور تونسہ یہ ایک روڈ ہے جو کہ بہت اہم یہاں سے گزرتے ہیں اور میرے خیال میں بلوچستان کا سب سے shortest rute پنجاب کو یہ جاتا ہے۔اور maximum چار پانچ گھنٹے میں آپ لورالائی سے تونسہ پہنچ جائیں گے۔اس میں 2012ء سے یہ روٹ اسٹارٹ ہوا ہے، اس پر کام start ہوا ہے جو کہ چالیس فیصد گورنمنٹ آف بلوچستان اور ساٹھ پرسنٹ فیڈرل گورنمنٹ اسکو سپورٹ کر رہی ہے۔لیکن یہ ابھی تک incomplete ہے۔اس میں پہلے تو بجٹ کا مسئلہ آرہا تھا۔اور جب ہمارے یہ نئے جو سیکرٹری احب آئے ہوئے ہیں C&W کے لعل جان صاحب، وہ اس روٹ کیلئے بہت محنت کر رہے ہیں۔اب میں گورنمنٹ سے یہ request کرتا ہوں کہ اس پر تھوڑا سا امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوا ہے۔ یہ مسئلہ حل کر کے black topping بھی شروع ہے۔تو اس مسئلے کو حل کریں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: دوسری بات۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: میڈم اسپیکر! یہ جو distribution ہوتی ہے، اسپیشلی جو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں۔ میں اپنے حلقے میں ایسے areas آپ کو بتاؤں گا جس میں کم از کم ایک ایک گاؤں جس میں ساٹھ ستر بچے ہیں میں خود campaign میں گیا، وقتاً فوقتاً میں خود جاتا ہوں کہ وہ لوگ ان کو یہ opportunity نہیں ہے کہ وہاں کوئی پرائمری اسکول ہو۔ last Year بھی میں نے تقریباً بارہ تیرہ ایسے گاؤں کے SNEs جمع کی تھیں لیکن کوئی بھی ٹیچر sanction نہیں ہوا۔ اس سال بھی سنا ہے کہ ایک policy ہے کہ جو اسکولز اَپ گریڈ ہو رہے ہیں ان کو ٹیچر ملیں گے اور جو نئے اسکولز ہیں۔۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا point آ گیا۔ next question کی طرف جانا ہے۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: نہیں، میڈم اسپیکر! میں یہ request کرتا ہوں کہ اس سال اسپیشلی جو ہمارے منسٹر فنانس ہیں شعیب صاحب ہیں، یہ اس سال جو نئے اسکول ہیں جو کہ میں نے ابھی بتایا آپ کی توجہ نہیں تھی ہماری طرف۔ کہ اسی اسی، سو سو بچے بچے میرے حلقے میں میں نے خود دیکھے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ڈاکٹر یہاں کمپلیٹ کر دیں۔ kindly آپ بیٹھیں۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: میں کمپلیٹ کروں گا۔ کہ نئے سکول کھولنے چاہئیں۔ اور نئے ٹیچرز دینے چاہئیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا point آ گیا thank you

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you جی۔ جی جناب رحمت صالح بلوچ صاحب! اپنا سوال 146 دریافت فرمائیں۔

☆**146 جناب رحمت صالح بلوچ رُکن اسمبلی:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 29 نومبر 2024</u>

کیا وزیر مواصلات وتعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع پنجگور میں یونین کونسل عیسیٰ ٹو یونین کونسل بونستان کیلئے گزشتہ حکومت نے بلیک ٹاپ روڈ کی منظوری دی تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مالی سال کے دوران اسکیم کی ٹوٹل لاگت، منظور شدہ روڈ کتنے کلومیٹر پر محیط ہے اور ابتک یہ روڈ مکمل ہے اگر نامکمل ہوا ہے تو اس کی وجوہات بتلائی جائے نیز اس روڈ کی ڈیزائن، چھوڑائی، پی سی ون میں کیا کیا شامل ہیں اور اس روڈ میں کتنے پُل ہیں کی بھی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات: جواب موصول ہونے کی تاریخ یکم جنوری 2024ء۔

(الف) یہ دوست ہے کہ گزشتہ حکومت نے یونین کونسل عیسیٰ ٹو یونین کونسل بونستان کیلئے بلیک ٹاپ روڈ کی منظوری دی تھی۔
(ب) مندرجہ بالا اسکیم کا نام کنسٹرکشن آف بلیک ٹاپ روڈ فرام عیسیٰ ٹو بونستان سورگ ضلع پنجگور رہے پی سی ون کے مطابق اسکیم کی تفصیلات ذیل ہیں:۔

1۔ پی ایس ڈی پی نمبر۔1240 (Z2022.0395)

2۔تخمینہ لاگت۔ 40.00 ملین

3۔فنڈ ریلیز۔ 28.00 ملین

4۔روڈ لمبائی۔ 1.600 کلومیٹر

5۔روڈ کی چوڑائی۔ 16 فٹ

اس روڈ کی اسکیم میں 4 پائپ کلورٹس ہیں مزید براں بلیک ٹاپ روڈ کی تعمیر مکمل ہے باقی شولڈرز پر کام جاری ہے جو کہ رواں مالی سال کے آخر تک مکمل کرلیا جائے گا۔

جناب رحمت صالح بلوچ: میڈم اسپیکر! میں just ایک دو ضمنی question کروں گا منسٹر صاحب سے کہ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کیا یہ جو اسکیم آپ نے تفصیل مجھے دی ہے۔ یا پورے صوبے میں جتنی اسکیمیں ہوتی ہیں۔محکمہ بی اینڈ آر کے تحت اس کی مانیٹرنگ کون کرتا ہے۔دوسری بات یہ کہ quality experts یہ کون ہوتا ہے چیف انجینئر لیول پر ہوتا ہے۔اے سی کے لیول پر ہوتا ہے یا وہی ایکسیئن کرتا ہے، یہ مجھے بتائیں؟باقی میں باتیں کرتا ہوں اِس چیز کے حوالے سے۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: جناب! پوچھ کچھ اور ہے لیکن اِسکا ایک mechanism بنا ہوا ہے۔ایکسیئن لیول پر بھی ہوتا ہے۔چیف کے لیول پر بھی ہوتا ہے۔اور کوالٹی کی مانیٹرنگ کی جاتی ہے۔اُس کا ایک پورا ایک mechanism بنا ہوا ہے۔باقی جو آپ کا جو سوال تھا۔اُس کا تو ہم نے proper جواب دیا ہوا ہے۔تقریباً یہ اِس مالی سال میں انشاءاللہ تعالیٰ complete ہو جائے گا آپ کا جو یہ روڈ ہے یہ تقریباً کوئی ڈیڑھ کلومیٹر کا جو بھی آپ نے پوچھا! وہ اُس کا ہم نے جو آپ کو پورا جواب دیا ہوا ہے۔تو ڈیڑھ کلومیٹر ہے۔تقریباً 40.00 ملین کے قریب تھا۔اور 12 ملین اِس میں رہتا ہے۔تو جی انشاءاللہ تعالیٰ اِسی سال complete ہو جائے گا۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: اِس پر میڈم اسپیکر! میں منسٹر صاحب کو گوش گزار کروں۔لیکن اِدھر کوئی مانیٹرنگ سسٹم نہیں ہے۔ایک دوسری بات یہ ہے کہ یہ اسکیم 2022ء کی پی ایس ڈی پی میں ہے۔اور اس اسکیم میں جو بھیجی ہوئی ہے۔اِس طرح کی بہت ساری اسکیمیں جہاں اگر مانیٹرنگ ہو۔تو بہت ساری چیزیں نظر آجاتی ہیں۔یہ پہلے سے تیار روڈ تھا۔اِس

میں جو پُل چھوٹے بنے ہوئے تھے۔convert بنے ہوئے تھے۔ یہاں ٹھیکیدار اور ایکسیئن صاحب نے جو ہاتھ کی صفائی کی ہے آپ آج بھی کسی کو بھیج دیں اِس روڈ کی حالت دیکھے اِس پر کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ just ایک یہ کہ ایسی poor quality کے ایک بلیک ٹاپ ڈال دیئے۔اور اِس کے پُل convert جو یہاں تازہ کیے۔ان میں سے کوئی بھی نئی convert نہ بنی ہے اور نہ کوئی پُل بنا ہے۔تو میں نے سی ایم آئی ٹی کو بھی لکھا ہے۔اور آپ کو بھی گوش گزار کر رہا ہوں کہ آج اِس فلور کے توسط سے آپ اِس پر انکوائری کریں، چیک کریں۔اور میرے ضلع میں جتنی پُرانی اسکیم ہیں اُن کی بھی ایک مانیٹرنگ بھیج دیں۔کیونکہ مکران میں، تربت میں جو سی ایم صاحب نے عوامی جرگہ کال کیا تھا۔یا وہاں کھلی کچہری تھی آپ کے صوبے کے تمام کریم، کور کمانڈر، سیکٹر کمانڈر، آپ کے چیف انجینئرز، کمشنر مکران اور چیف منسٹر بلوچستان، وہاں پنجگور کے عوام کے، وہاں کے کچھ لوگوں نے بلکہ یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس نے یہ شکایت کی کہ چیف منسٹر صاحب! 2021ء کی اسکیم ابھی بھی uncomplete ہیں ہمارے لوگوں کو chest infection یہ dusts کی وجہ سے جو ہو رہی ہے۔اُس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔تو چیف منسٹر صاحب نے وہی پر verbally order پاس کیے۔کہ انٹی کرپشن جائے گا۔تمام چیزیں چیک کریں گے۔لیکن وہی چیزیں ابھی تک اُسی جگہ پر پڑی ہوئی ہے۔کیا آپ بحیثیت منسٹر بحیثیت حکومت میرے سوال پر کس حد تک کارروائی کریں گے۔اِس کے عنقریب، جلد از جلد مکمل کرنے کا اور اِس کی کوالٹی کی گارنٹی دینے پر ہے۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: دیکھیں آنر ایبل ایم پی اے صاحب نے تو سوال کچھ اور کیا لیکن ضمنی جو questions کر رہا ہے اُن میں باتیں کچھ اور کر رہا ہے۔میں یقین دہانی کراتا ہوں اپنے ایم پی اے صاحب کو کہ جس طرح آپ سمجھتے ہیں کہ خدانخواستہ کہ یہ اسکیم کوئی fudge ہوا ہے جس طرح آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہوا ہے۔اگر آپ مجھے پہلے بتا دیتے جس طرح آپ نے overall پنجگور کی بات کی۔جب ڈسٹرکٹ کی بات کریں۔تو آپ ہمیں نشاندہی کریں کہ کون کون سی اسکیمات ہیں جن سے آپ مطمئن نہیں ہیں۔آپ سمجھتے ہیں کہ یہاں quality compromise ہو رہی ہے۔یا خدانخواستہ کوئی fudge کا سلسلہ ہو رہا ہے۔یہ ہیں تو سارے پچھلی گورنمنٹ کے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: کھوسہ صاحب! Kindly اسمبلی سیشن کے بعد اگر لوگ آپس میں بیٹھ کے اِس پر discussion کر لیں۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: نہیں میڈم! مَیں اُنکو on the floor تھوڑی سی یقین دہانی کرانے کی کوشش کر رہا ہوں۔کہ وہ specifically اُن اسکیمات کی نشاندہی کریں کہ کون کون سی اسکیمات ہیں۔اور خاص طور پر اِس اسکیم کی تو بالکل مَیں on the floor آپ کو یقین دہانی کرتا ہوں کہ اِس پر ہم انکوائری بٹھائیں گے

اور اگر آپ کہتے ہیں کہ چیف انجینئر تو چیف انجینئر کے لیول پر اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے ایریا کا چیف انجینئر نہ ہو کسی اور علاقہ کا ہو تو وہ بھی ہم بھیج سکتے ہیں۔تو آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں۔آپ جس طرح کہیں گے۔جس طرح مجھے کیونکہ یہ جو بلوچستان کی ڈویلپمنٹ ہے اور یہ ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ اسکو ہم سختی کے ساتھ سے دیکھیں۔اور ایک تو پیسے بڑی مشکلوں سے آتے ہیں۔اور اگر ایک contractor پیسے ضائع کرے کھائے تو یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی۔میں آپ کے ساتھ جتنے بھی ہمارے اپوزیشن کے ایم پی ایز بیٹھے ہوئے ہیں۔اگر کہیں بھی کسی بھی حلقے میں وہ سمجھتے ہیں کہ اگر quality compromise ہو رہی ہے۔یا کچھ اس طرح کی خرابیاں ہیں۔تو اُس کی ضرور نشاندہی کریں ہمارے ساتھ بیٹھ کر۔تو ہم proper انشاء اللہ تعالیٰ اُس کی انکوائری کریں گے۔میں آپکو اِس بات کی تھوڑی یقین دہانی کراتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جناب رحمت صاحب!اگر آپ کی کوئی reservation ہے تو اُسی پر آپ بات کریں۔

جناب رحمت صالح بلوچ: میں یہی بتاؤں کہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ تھوڑی میں یقین دہانی کراتا ہوں۔مجھے fully یقین دہانی کرائیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ دیکھیں ناں!اسمبلی میں اتنا ٹائم نہیں ہے کہ وہ آپ کو پوری یقین دہانی کرائیں۔آپ کو سیشن کے بعد۔

جناب رحمت صالح بلوچ: سر!آپ مجھے سُنیں ناں۔میں پوری list provide کروں گا۔میں نے Just for example میں نے آپ کو example دیا۔کہ یہ on-going جو اسکیمیں ہیں وہ بالکل سست رَوی کا شکار ہیں۔even پی ایس ڈی پی میں فنڈ بھی ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ بقول حکومت کے کہ جہاں فنڈز کی utilization ہوگی جہاں demand ہوگی ہم دیں گے۔تو جب utilization ہی نہیں ہو رہی ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مانیٹرنگ سسٹم نہیں ہے۔اِس کا مطلب یہ ہے کہ جب مانیٹرنگ نہیں ہوگی تو کوئی quality expert نہیں ہے۔دیکھیں!وہ سب سے بڑی executing agency جو C&W ہے اُس کی یہ ساری چیزیں fulfill کرنی چاہئیں۔بس میں نے just آپ کو گوش گزار کیا کہ آپ ہمارے محترم منسٹر صاحب ہوں۔آپ اپنے ڈیپارٹمنٹ پر نظر رکھیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: کھوسہ صاحب!آپ نے فلور پر جو ہے یقین دہانی کرائی ہے۔آپ پھر اکٹھے بیٹھ کر میٹنگ کر لیں۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: میں اپنے آنرایبل ایم پی اے کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ اگر آپ اپنے ایریے کے چیف انجینئر سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ بتا دیں ہم کہیں اور چیف انجینئر کو اِس اسکیم کی مانیٹرنگ پر دے دیں گے۔ہم بالکل آپ کو یقین دہانی کراتے ہیں۔کیونکہ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔کہ خدانخواستہ اگر کہیں پر بھی کوئی چیز

compromise ہو رہی ہے تو اُس کو ہم سختی کے ساتھ دیکھیں گے۔ انشاءاللہ وتعالیٰ۔

جناب رحمت صالح بلوچ: میں اپنے ایریا کے چیف انجینئر سے بالکل مطمئن ہوں۔ سر! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: رحمت بلوچ صاحب۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: آپ نے کہا تھا کہ مکمل یقین دہانی کرائیں تو اِس لئے میں نے کہا۔ ہوسکتا ہے کہ اگر آپ اُس سے مطمئن نہیں ہیں تو ہم کسی اور سے کراتے ہیں۔

جناب رحمت صالح بلوچ: میں مطمئن ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you. کھوسہ صاحب۔

جناب رحمت صالح بلوچ: آپ اُس کو آرڈر دے دیں میں مطمئن ہوں تاکہ وہ کارروائی کریں۔ thank you جی۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: اِس اسکیم کے علاوہ اگر اور کوئی اسکیمات ہیں تو اُنکی بھی آپ نشاندہی کریں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اسمبلی سیشن کے بعد آپ لوگ بیٹھ کر آپس میں اِس پر discussion کر لیں۔ جی علی مدد جتک صاحب کچھ کہہ رہے تھے؟

میر علی مدد جتک: میڈم اسپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میڈم اسپیکر! بات اِس طرح ہے کہ رمضان کا مہینہ ہے، ہمیشہ کیسکو اور سوئی گیس والے کہتے ہیں کہ رمضان میں ہر حلقے کو ہر علاقے کو گیس ملے گی مگر ایمانداری سے میں یہاں اسمبلی کے فلور پر میں کہنا چاہتا ہوں کہ بجلی ناں ہونے کی برابر ہے سحری کے ٹائم پر بھی بجلی نہیں ہے اور افطاری کے ٹائم۔ ہمارا سریاب میں گیس لوڈ شیڈنگ ہے۔ بالکل گیس ناں ہونے کی برابر ہے۔ آپ یہاں چیف کیسکو اور جی ایم کو بلا کر تنبیہہ کریں کہ رمضان کا مہینہ ہے رمضان میں جب گیس نہیں ہوگی۔ تو لوگوں کے چولہے کیسے جلیں گے لوگ افطار کیسے کریں گے اور لوگوں کے اگر پانچ ہزار روپے میڈم اسپیکر! بل آتے ہیں۔ تو وہ پچیس ہزار روپے بھیج دیتے ہیں بل بھی اپنا وصول کرتے ہیں مگر اُس کے باوجود بھی اِس رمضان شریف میں بجلی بھی نہیں ہے اور گیس کی بھی لوڈ شیڈنگ ہے۔ اور سحری کے ٹائم گیس نہیں ہے اور افطاری کے ٹائم بھی گیس نہیں ہے۔ تو آپ بتائیں تو یہاں لکڑی ہے ہی نہیں۔ تو آپ اِن دونوں کو بلا کر یہاں ہمارے جو ممبران بیٹھے ہوئے ہیں سب کے حلقے میں کوئٹہ شہر میں تو گیس نہ ہونے کی برابر ہے سریاب تو ویسے ہی لاوارث ہے۔ وہاں بالکل ناں گیس ہے ناں بجلی ہے۔

میر زابد علی ریکی: میڈم اسپیکر! اِن دونوں پر رولنگ دے دیں، رولنگ دے دیں۔ چیف کیسکو کو بھی بلا دینا۔ Monday کو بلائیں Monday کو تو بہتر ہے۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم اسپیکر صاحبہ! اِس پر ایک correction کرنا چاہوں گا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

جناب اصغر علی ترین: ہمارے دوست نے ایک بڑا اچھا point raise کیا میں اِس میں بات آخر میں کرنا چاہ رہا تھا کیونکہ ابھی اُنہوں نے raise کر دیا۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! یقیناً جو بجلی کی گیس کی بات کر رہی ہے گیس تو ہے نہیں ہمارے ہاں پشین میں۔ جو بھائی نے ہماری بات کی ہے بجلی کے حوالے سے۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! آپ کو پتہ ہے کہ جب سے یہ زمیندار ایکشن کمیٹی کا اور حکومت پاکستان حکومت بلوچستان کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے سولرائیزیشن کا۔ اُس دن سے لے کر آج تک ضلع پشین میں اور بھی اضلاع ہوں گے اُنہوں نے بجلی ٹو فیز کر دیئے ہیں وہ ضلع پشین کی ساڑھے بارہ لاکھ کی آبادی ہے۔ اب بجلی تھری فیز کے بجائے دو فیس کر دی میڈم! اب دو فیس پر کوئی بھی ٹیوب ویل کام نہیں کرتا میڈم! ایسے فیڈرز ہیں جو پچھلے ایک دو مہینے سے بند پڑے ہوئے ہیں دو فیس پر چل رہے ہیں اور اُس حلقے میں اُس علاقے میں اُس یونین کونسل میں پینے کا پانی بھی نہیں ہے۔ جب ہم کیسکو کو فون کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جی ہمارے ساتھ زمینداروں نے معاہدہ کیا ہوا ہے ہم تو دو فیز بجلی دیں گے یا پھر ہمیں بل دیا جائے۔ یعنی 24 گھنٹے میں ایک گھنٹہ بھی تین فیس بجلی ملتی تاکہ لوگوں کو پانی میسر ہو سکے۔ ابھی پورا یہ جو انچارج ہے۔ جتنے بھی اضلاع پشین میں فیڈرز ہیں سارے ٹو فیز کیے ہیں۔ اور میڈم! میں، جناب وزیر اعلیٰ بلوچستان کے الفاظ ہیں کہ یہ کیسکو ایک سفید ہاتھی بن چکی ہے۔ یقیناً بلوچستان میں کیسکو ایک سفید ہاتھی بن چکی ہے بے لگام گھوڑا بن چکی ہے۔ ناں اُن کو اس مقدس ایوان کی کوئی پرواہ ہے ناں کہ آپ اس چیئر پر بیٹھ گیا ناں اسی کا پرواہ ہے۔ ناں کوئی حکومت کے فیصلے کا اُس کو پرواہ ہے۔ میڈم اسپیکر صاحبہ!

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اِس پر رولنگ دے رہی ہوں۔

جناب اصغر علی ترین: میں گزارش کر رہا ہوں میڈم اسپیکر! پہلا آپ اِس پر رولنگ دیں۔ اِس پر کیسکو چیف کو بلائیں۔ اور جو اُن سے ہمارے مطالبات ہیں اُن سے منوائیں۔ اُسکو وہ ensure کریں۔ اگر کیسکو چیف بات نہیں مانتا اِس august House کو چاہیے۔ حکومت کو چاہیے کہ اُس کو پھر بیٹھنے کا بلوچستان میں کوئی جواز نہیں ہونا چاہیے کہ وہ as a کیسکو چیف بلوچستان میں بیٹھے اور اپنی من مانی کریں بجلی پر کریں ٹو فیز دیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ترین صاحب! آپ کی اِس بات کو خواتین سے زیادہ، وہ خود بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم! خدا کی قسم ایسے گاؤں ہیں جہاں وضو کا پانی بھی نہیں۔ پینے کا پانی بھی نہیں ہے ٹیوب ویل ہے سب کچھ ہے۔ لوگ ڈرموں میں پانی بھر کے لے جا رہے ہیں۔ یا تو میڈم اسپیکر صاحبہ! پہلے میڈم اسپیکر! اِس مسئلے کا حل نکالیں۔ نہیں تو میڈم اسپیکر صاحبہ! کم از کم 24 گھنٹے میں تین گھنٹے چار گھنٹے تھری فیز پر بجلی دیں عوام کو۔ خاص کر پانی کے لیے

اِس کے لیے حکومت کو چاہیے۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بالکل جی کیسکو چیف کی availability چیک کریں۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم رولنگ دیں کہ کیسکو چیف کو بلائیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم ڈپٹی اسپیکر صاحبہ! ابھی تک پورا ایجنڈا پڑا ہوا ہے۔ایک ایک point of order پر آپ ایک گھنٹہ لگاتے ہیں آپ آگے چلیں میڈم۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ابھی آپ ہمیں چیف کیسکو کی availability چیک کریں ہم آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: Monday کو بلائیں Monday کو بلائیں۔شکریہ۔شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی وہ کہہ دیا thank you جی۔ وقفہ سوالات ختم ہوا۔جی فرح عظیم صاحبہ لیکن آپ نے ایک منٹ بات کرنی ہے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: میڈم ڈپٹی اسپیکر! میں گیس کے ہی مسئلے پر بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ صبح دس بجے سے لے کر تین بجے تک لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے اور رات کو بھی دس بجے سے تین بجے تک۔ایک تو خواتین کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اِس کے ساتھ، ساتھ غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ اور پچھلے دنوں پشتون آباد میں بہت بڑا واقعہ ہوا جس میں ایک پورا خاندان جل کر وہ کہتے ہیں کہ ایسی حالت تھی کہ اُنکے باپ اور بیٹی تو شہید ہو گئے۔اور جو باقی اُن کا خاندان تھا وہ ہاسپٹل میں جھلسی حالت میں پڑا ہوا تھا۔اور جب اِن سے یہ کہا گیا کہ آپ لوگوں نے یہ غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کیوں کی؟ تو انہوں نے کہا کہ جی ہم نے تو اخبار میں دے دیا تھا۔عوام مجھے بتائیں کہ جو دو وقت کی روٹی کو رو رہے ہو۔کیا وہ پچاس، ساٹھ، ستر روپے کے اخبار لے کر پڑھیں گے اِن کو چاہیے تھا کہ یہ بینرز لگاتے یا صحیح طریقے سے اعلان کرواتے۔ تو اِن کی بہت ساری کمزوریاں بھی ہیں۔اور بہت زیادہ یہ نالائق لوگ ہیں۔تو میڈم ڈپٹی اسپیکر! آپ فوراً انھیں Monday کو بلائیں۔اور یہ نہیں ہے کہ صرف انھیں بلائیں اُن سے پھر ہم نے عملدرآمد بھی کروانا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: تمام points آ گئے ہیں۔اور ہم نے ابھی کہہ دیا ہے رولنگ میں کہ وہ آپ کے دونوں ڈیپارٹمنٹس کے چیف اُن کو، ابھی زاہد صاحب ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔وقفہ سوالات ختم ہوئے۔

توجہ دلاؤ نوٹس: مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: میڈم! اگر آپ مجھے دو منٹ دیدیں میڈم میری بات سنیں میڈم ایک ہے point of public importance پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: لیکن ایک منٹ آپ نے بات کرنی ہے۔

میر زابد علی ریکی: only two minutes کے لیے میڈم! میرا ایک بہت ضروری point ہے۔ ورنہ تو یہ رمضان کا مہینہ ہے مجھے اُٹھنا نہیں تھا بہر حال سوال کا ٹائم تھا۔ شعیب جان آپ بیٹھے ہیں ایک بہت ضروری میڈم میں نے پہلے بھی شعیب جان کے سامنے سی ایم کے سامنے میں نے بار، بار کہا ہے۔ میرا point of public importance کے بارے میں ایک بات ہے میڈم! میرا ماشکیل ایک بارڈر ہے۔ وہاں ایران کے ساتھ لگ رہا ہے میری بات سنیں میڈم! اور تربت کا بارڈر کھلا ہوا ہے۔ پنجگور کا بارڈر کھلا ہوا ہے۔ آپ کے تفتان کا بارڈر کھلا ہوا ہے۔ مگر میرے بندے تقریباً ماشکیل سے کچھ مہینہ پہلے پیدل یہاں آ گئے، سلیم کھوسہ اور شعیب جان بھی یہاں تھے آ کر وہاں پریس کلب کے سامنے بیٹھ گئے میڈم! یہ بہت اہم point ہے میری بات سنیں۔ اسی وجہ سے ورنہ اٹھنا بیٹھنا ضروری نہیں تھا کہ میں اٹھوں اپنے کو سوشل میڈیا پر وائرل کروں کہ زابد نے یہ بات کی ہوئی ہے۔ میڈم اسپیکر! با قاعدہ یہاں دھرنے پر شعیب جان اور سلیم کھوسہ صاحب آئے میرے بندوں کو یقین دہانی کروائی میرے بندوں کو اٹھوایا۔ کہ آپ لوگوں کی راہداری کا جو مسئلہ ہے بھائی۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ میرے بندوں کو اٹھوایا کہتے ہیں آپ لوگوں کی راہداری کا مسئلہ انشاء اللہ ہم لوگ حل کریں گے۔ با قاعدہ ہوم سیکرٹری کے پاس گئے ڈپٹی کمشنر کا لیٹر گیا ہے با قاعدہ پھر شعیب جان خود مصروف تھے اُس وقت۔ آپ کے والد صاحب کو اللہ تعالیٰ شِفاء دیدے اُس ٹائم کراچی میں تھے۔ اُنہوں نے اپنے والد صاحب کو میرے ساتھ بھیجا۔ ہم گئے ماشکیل زیرو پوائنٹ وہاں افتتاح بھی ہو گیا۔ عوام بھی آئے۔ وہاں کے کرنل، وِنگ کمانڈر سارے وہ آ گئے تھے۔ ابھی تک افتتاح کرنے کے بعد وہی زیرو پوائنٹ۔ میڈم اسپیکر! چار مہینے ہو رہے ہیں اگر بندے کو بے عزت کرنا تھا اُس کے بجائے اگر گورنمنٹ ہمیں بے عزت کرنے پر مجبور کی۔ ابھی عوام کہہ رہے ہیں کہ آپ نے ہمیں دھوکا دے کر آ کر اُس زیرو پوائنٹ ماشکیل کا افتتاح کیا۔ ابھی کدھر ہے تین مہینے گزر گئے؟ خدارا ءاس طرح دھوکہ ہمیں مت دے دیں۔ شعیب جان آپ بیٹھے ہیں۔ میڈم میں یہاں سے آئی جی ایف سی تربت کے پاس گیا۔ میں نے کہا خدارا! آپ کا تربت، پنجگو، گوادر اور تفتان کھلا ہے راہداری ہے میڈم! یہ ہمارے جینئن پوائنٹس ہیں میں خدانخواستہ اسٹیٹ اور پاکستان کے لیے کوئی اور چیز نہیں مانگ رہا راہداری میرا جینیئن پوائنٹ ہے۔ کہ پندرہ دن کے لیے کوئی عزیز و اقارب ایران جائیں، خوشی اور غم، وہ وہاں اِدھر آ جائیں۔ باقی سارے بارڈر کھلے ہیں میں تربت گیا وہاں آئی جی ایف سی سے پورا ایک گھنٹہ ملاقات کی میرا پہلا پوائنٹ یہی تھا۔ تو اس نے کہا کہ میں کور کمانڈر بلوچستان سے بات کرونگا ابھی شعیب جان آپ بیٹھے ہیں تو اسمبلی فورم میں۔ میں کور کمانڈر بلوچستان سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا! ماشکیل کے عوام کے پر رحم کریں۔ یہ راہداری ہے عوام میں خوشی اور غم ہے باقی بارڈر کھلے ہیں اِسکو کیا بدبختی ہے اور شعیب جان آپ نے مجھے وہاں بھیجا۔ یہ کیا دھوکہ ہمارے ساتھ ہوا۔ یہ کیوں میرا ساتھ دھوکہ کیا؟ شعیب جان اِس کا جواب اسمبلی فورم پر مجھے دیدیں۔ میڈم! یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ مجھے

عوام، سوشل میڈیا پر کہہ رہی ہے کہ آپ نمائندہ نہیں ہیں کیونکہ آپ نے دھوکہ دیا ہے۔

میر شعیب احمد نوشیروانی (وزیر محکمہ خزانہ): میڈم اسپیکر!

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ خزانہ: میرے بھائی حاجی زاہد جان جو بات فرما رہے ہیں بالکل ساری باتیں اُن کی درست ہیں جو طریقہ کار رکھا گیا جس طریقہ کار سے جو معاہدہ ہوا جہاں سی ایم صاحب کی محنت اور اُن کی کوششوں سے ایک حد تک معاملہ حل ہوا۔ لیکن پھر معاملات کا بعض چیزوں کا حاجی زاہد جان کو بھی علم ہے۔لیکن میں صرف اتنا بتاتا چلوں کہ جس تکلیف سے وہ گزر رہے ہیں چونکہ ہمارا علاقہ اور بارڈرز ایک ہیں۔ ہمارا وہاں روزگار، ہمارا نان ونفقہ، رزق، روٹی سارے اسی بارڈر پر ہیں یہی تکلیف سے جو وہ گزر رہے ہیں یقین کریں اس تکلیف سے میں بھی گزر رہا ہوں میرا اور آپکا مؤقف ایک ہی ہے ۔تو انشاء اللہ اس اسمبلی فورم پر تو یہ discuss تو نہیں ہوسکتا۔ یہاں سے باہر انشاء اللہ چیمبر میں بیٹھتے ہیں کوئی طریقہ کار رکھتے ہیں انشاء اللہ سی ایم صاحب کا انتظار کرتے ہیں۔ وہ بھی اِس چیز کو feel کر رہے ہیں۔تو انشاء اللہ جو proper form ہوگا وہاں تک جائیں گے انشاء اللہ بات کریں گے۔کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیں گے۔

میر زابد علی ریکی: میڈم! اگر شعیب اور سی ایم بلوچستان چاہے تو پانچ منٹ میں ہوسکیں گا۔ یہ مسئلہ آپ لوگ حل کریں بھائی یہ مسئلہ کیوں حل نہیں کر رہے ہیں آخر عوام نے کیا گناہ کیا ہے اگر کھولنا نہیں تھا تو آپ ہمیں نہیں بھیجتے۔ یہ جو بندے پریس کلب کے سامنے بیٹھے تھے، مہینہ، مہینہ بیٹھ کر کے احتجاج کر رہے تھے۔تو ہم وہاں گئے بندوں کو بلایا وہاں بیٹھ گئے اور وہاں جا کر خوشخبری سنائی ہے اُس کے بعد ابھی یہ ہمیں کیا کہہ رہے ہیں۔

وزیر خزانہ: میڈم اسپیکر! سب سے زیادہ تقریر حاجی زاہد صاحب کے ساتھ میرے والد صاحب نے کیا اور پاکستان زندہ باد کے نعرے ہزاروں لوگوں سے لگواتے رہے۔

میر زابد علی ریکی: ابھی تک اِن کے والد صاحب مجھے فون کرتے ہیں کہتے ہیں کہ شعیب جان کو اٹھا کر کے جا کر کور کمانڈر کے آفس میں بیٹھیں۔ یہ زیرو پوائنٹ کھلوائیں۔آپ کا والد صاحب ابھی تک بیمار ہے مجھے فون کر رہے ہیں یہ بتائیں کہ آخر یہ ابھی تک کیوں نہیں کھلا ہے۔شعیب جان آپ مہربانی کر کے آئیں میں اور یونس عزیز صاحب ہم کور کمانڈر کے ساتھ بات کرتے ہیں۔میڈم! ہمارے زیرو پوائنٹ کا مسئلہ کیوں حل نہیں کرتے ہیں۔

وزیر خزانہ : اسمبلی اجلاس کے بعد میں اور آپ بیٹھیں گے۔ انشاء اللہ طریقہ کار رکھیں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی بادینی صاحب آپ مختصر بولیں پھر آگے ہم نے continue کرنا ہے۔

جناب عبدالمجید بادینی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔میڈم سپیکر صاحبہ! یہ جو زکوۃ کا مسئلہ تھا دو سالوں سے ڈسٹرکٹس میں

غریب غرباء یتیموں کو، بیواؤں کو اور معذور افراد کو زکوۃ کے پیسے نہیں مل رہے ہیں۔ پھر اُس دن سی ایم صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، سی ایم صاحب نے کہا کہ یہ زکوٰۃ میں بڑا مسئلہ ہے کہ 30 کروڑ روپے بانٹنے کے لیے ڈیڑھ ارب روپے، کہ 30 کروڑ روپے بانٹنے کے لیے ڈیڑھ ارب روپے خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ تو ہم نے کہا کہ آپ کو appreciate کی اِس بات کی کہ اس بار یہ پیسے بچنے چاہئیں، یہ جو حقیقی ضرورتمند ہیں ان تک پہنچانے چاہئیں۔ کیونکہ جن کے بانٹنے پر ڈیڑھ ارب روپیہ خرچ ہو رہا ہے، مَیں اپنے بھائی شعیب صاحب سے اس ٹائم یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں اُن سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ دو سالوں سے غریب غرباء، یتیموں، بیواؤں کو زکوۃ کے پیسے نہیں مل رہے ہیں۔ kindly خدارا! اس ڈیپارٹمنٹ کے تھرو نہیں دینا چاہتے زکوۃ ڈیپارٹمنٹ کے تو آپ مہربانی کریں یہ ڈسٹرکٹ جو DCs ہیں، DC s کے تھرو۔ سوشل ویلفیئر اور اس کے علاوہ آپ کے DCs ہیں اور دو سال سے غریب غربا کو کوئی زکوٰۃ کے پیسے نہیں مل رہے ہیں براہِ مہربانی، نہیں تو غریبوں کے اکاؤنٹس اور ڈائریکٹ انکے اکاؤنٹس میں یہ پیسے جانیں چاہئیں یہ زکوٰۃ کے پیسے یتیموں اور بیواؤں کے پیسے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

جناب عبدالمجید بادینی: گندم کی فصل تیار ہونے کو ہے، ہمارے ہاں عید کے بعد وہاں کٹائی تو ابھی سے شروع ہے تھریشر عید کے بعد ہونگے۔ گندم کا ریٹ ابھی تک فکس نہیں ہوا ہے۔ ہمارے زمیندار پچھلے کئی سالوں سے مر رہے ہیں۔ چار ہزار، پچھلے سال گورنمنٹ نے ریٹ رکھا مگر وہاں 2300 روپے لوگوں سے خریداری نہیں کی۔ لوگ مجبور ہو کر کے 2300 روپے پر بیچے۔ ہم شالی کی فصل میں آلریڈی نقصان کر چکے ہیں۔ اب گندم کی فصل آ رہی ہے۔ زمیندار پس چکے ہیں۔ مہنگائی بڑھ رہی ہے ڈیزل مہنگا ہے۔ کھاد مہنگی ہے۔ یوریا مہنگا ہے۔ اور اس کے علاوہ جتنے ادویات وہاں استعمال ہوتی ہیں وہ مہنگی ہیں۔ خدارا! اِن چیزوں کا نوٹس لیا جائے بلوچستان کی ساری آبادی جو 30 لاکھ لوگ ہیں۔ یہ سارے زراعت سے وابستہ ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی مولانا صاحب! مولانا صاحب کوئی اچھی خبر سنائیں گے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میڈم اسپیکر! اِس سے پہلے کہ کوئی اچھی خبر بھی ہو۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! آپ کی یہاں چیئر کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے یہ لوگ، ایک ایک گھنٹہ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ بولتے ہیں۔ مجھے پتہ ہے کہ مجھے کوئی موقع نہیں دے گا۔ توجہ دلاؤ نوٹس۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وزیر برائے محکمہ فشریز کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کروائیں گے کہ حکومت کی جانب سے گوادر میں فشریز ٹریننگ سینٹر پر گزشتہ کئی سالوں سے کام جاری ہے لیکن تا حال نامکمل ہے۔ لہٰذا حکومت نے فشریز سینٹر گوادر کو مکمل اور فعال کرنے کی بابت اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں تفصیل فراہم کی جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مولانا صاحب! کیونکہ جناب برکت صاحب موجود نہیں ہیں۔تو آپ کے سوال کا جواب ہم منگوا لیتے ہیں جس طرح سے آپ کہیں۔ کیونکہ اس وقت اسمبلی میں وہ موجود نہیں ہے عمرے کے لیے گئے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی جی بالکل۔کہ اسمیں جو ہمارے اصغر ترین صاحب نے کہا موضوع تقریباً وہی ہے جو ہمارے نامکمل پروجیکٹس ہیں۔میڈم اسپیکر! 2008ء میں شروع ہوا ہے۔اس پروجیکٹ کو آج 16 سال ہو گئے ہیں۔ اچھا یہ 16 سال جب یہ چھت تک پہنچ چکی ہے۔16 سال کے بعد ابھی ہم فنڈز مکمل بھی کریں گے۔اس کی بلڈنگ کی حالت کیا ہوگی۔ 16 سال سے اس بلڈنگ کی تو آدھی عمر تو چلا گئی ہے۔2008ء سے یہ پروجیکٹ شروع ہے۔اور 16 سال ابھی تو پانچ چھ سالوں سے تقریباً کام اس کا بند ہے۔تو ہمارے وزرا کرام تو یہ بتا رہے ہیں کہ ہمارے پاس ڈیٹا نہیں ہے۔ترقی کی سمت نہیں ہے۔یہ جو وہ بلڈنگ ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بس آپ کا پوائنٹ آ گیا کنسرنڈ ڈیپارٹمنٹ سے جواب بھی منگوا دیں گے۔اور برکت صاحب بھی آ جائیں گے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مجھے آج مغرب تک بات کرنی ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اگر آپ ڈاکٹر مالک صاحب سے اجازت لے لیں کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ مَیں بہت زیادہ ٹائم دے رہی ہوں۔اگر وہ آپ کو ٹائم دینا چاہتے ہیں تو آپ بیشک بات کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ڈاکٹر صاحب تو ہمارے علاقے کے قائد ہیں۔اُن کا ٹائم بھی میرا ہے ڈاکٹر صاحب کا اور میرا مسئلہ نہیں ہے۔تو اس پر میر ظہور بلیدی صاحب نے بات کی ہے۔تو یہ جو ہمارے موضوعات ہیں یہ پروجیکٹس ہیں۔ ابھی جو پیسے ادھر ادھر، ابھی بھی جو دو مہینے ہیں فنڈز بہت چل وَل ہو گئے ہیں۔کہ اِتنے دے دو، فلاں جگہ دیں گے اِتنا دے دو اتنا فیصد دے دو اِتنا کمیشن دے دو یہ کرو۔یہ حقیقی باتیں ہے ناں بلوچستان کے حقائق ہیں۔سب سے زیادہ کرپشن الحمدللہ پورے ایشیا میں بلکہ سب سے زیادہ غربت بلوچستان میں ہے،سب سے زیادہ جہالت کیا ہے۔لیکن سب سے زیادہ کرپشن بھی یہاں ہے۔اصغر ترین صاحب آپ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔تو سب سے زیادہ کرپشن بھی یہاں بلوچستان میں ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کو آپ یہ جو حکومت والے ہیں ہمارے سلیم کھوسہ صاحب،شعیب نوشیروانی صاحب ،وزیر اعلیٰ صاحب اور ظہور بلیدی صاحب ہیں۔ یہ ہمارے 2008ء میں شروع ہونے والے پروجیکٹ کو مکمل کریں۔ ہمارے غریب ماہی گیر اُنکے لیے دعا کریں گے۔ٹھیک ہے۔شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔ سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر علی حسن زہری صاحب اور جناب روی پہوجا صاحب نے آج کی نشست

سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: سرکاری قراردادیں۔

جناب فضل قادر مندوخیل صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 37 پیش کریں۔ مندوخیل صاحب موجود نہیں ہیں۔

جی مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 38 پیش کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہرگاہ کہ ماہی گیری ایک محنتی شعبہ ہے اور ماہی گیر سمندری لہروں کا مقابلہ کرکے رزق تلاش کرتے ہیں۔ لیکن ٹرالر مافیا کی وجہ سے سمندری مچھلی کی نسل کشی کرنے کی وجہ سے مقامی ماہی گیروں کو شدید متاثر کیا ہے جس کی وجہ سے وہ نان شبینہ کے محتاج ہوگئے ہیں۔ اور اس وقت وہ اپنی زندگی کے گزر بسر کے لیے ماہی گیری کے حالات جن میں کشتی، جال اور انجن وغیرہ خریدنے سے بھی قاصر ہوگئے ہیں۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صحت کارڈ، کسان کارڈ کے طرز پر علاقے کے ماہی گیروں کے لیے ماہی گیر کارڈ کا بھی اعلان کیا جائے تاکہ علاقے کے مقامی لوگ ماہی گیری کے آلات خرید سکیں۔ نیز ٹرالر مافیا کی جانب سے جن ماہی گیروں کی کشتیوں اور جالوں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے حکومت بلوچستان اِن ماہی گیروں کے نقصانات کے ازالہ کے لیے بھی عملی اقدامات اٹھانے کو یقینی بنائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی قرارداد نمبر 38 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد نمبر 38 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بس یہ مَیں مختصر ایک دو جملوں میں یہ تو پہلے بھی قرارداد اس پر ہم نے ٹرالر مافیا جتنے نقصانات ماہی گیروں کو پہنچاتے ہیں پہلے بھی اس پر بات ہوئی ہے اور اسمبلی نے متفقہ قرارداد بھی پاس کی ہے۔ اور اسی طرح جو ہمارے ماہی گیر آج متاثر ہیں، جو صحت کارڈ یہ ماہی گیر کارڈ کا میں یہ قرارداد لا رہا ہوں تو اس میں تمام حکومت والوں سے بھی، اپوزیشن والوں سے بھی، ہمارے جو ساحل کے پورے ماہی گیر ہیں وہ بہت متاثر ہیں ٹرالر مافیا کی وجہ سے یہ ماہی گیر کارڈ، اِس کا جال خریدنے کے لیے کشتی خریدنے کے لیے انجن خریدنے کے لئے تاکہ وہ ماہی گیران کی ایک مدد ہو، تعاون ہو، تاکہ وہ اپنی گزر بسر کر سکیں۔ کیونکہ میں ماہی گیروں کا نمائندہ ہوں۔ ماہی گیروں نے مجھے اس ایوان میں بھیجا ہے۔ ماہی گیروں کے دکھ، تکلیف اور درد کی وجہ سے آج میں ایوان میں ہوں۔ تو اس لیے ہمارے ماہی گیروں نے وہاں کے ارب پتیوں کو شکست دیکر کے اپنے ماہی گیر کیونکہ میرا دادا بھی ماہی گیر تھے، ابو بھی ماہی گیر تھے، میرے بھائی اور

خاندان ماہی گیر ہیں۔اس لئے انہوں نے جب مجھے بھیجا ہے تو میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ ہمارے غریب ماہی گیروں کا ساتھ دیں۔اور تعاون بھی کریں اور یہ جو مطالبہ اس کی حمایت بھی کریں۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ میڈم! اصل نمائندہ تو مولانا صاحب ہیں۔لیکن قومی اسمبلی میں ،مَیں بھی کامیاب ہوا ہوں۔یہ اور بات ہے کہ مجھے فارم 47 نے مار دیا ہے۔زور آور لوگوں نے۔نہیں تو وہاں قومی اسمبلی کا نمائندہ میں بھی ہوں۔تو میڈم! یہ جو قرارداد ہے یہ بہت اہم ہے۔سونمیانی سے لیکر جیونی تک یہاں ٹرالر مافیا کو چھوٹ دیا گیا ہے۔اور ہمارے پاس بے تحاشہ اسکے پکچرز ہیں جو ہمارے ماہی گیر ،سیکرٹری قادر بخش نے بھیجے ہیں۔ایک سروے ہم نے کیا تھا ایک ٹائم ،کوئی پانچ سے چھ کروڑ روپے ہمارے محکمہ فشریز اور اس کے بڑوں کو ملتے ہیں۔اس کے بدلے میں پانچ ارب کے fish یہ جو سندھ کے ٹرالرز ہیں جو بڑے بڑے اس میں ہر طبقے کے لوگ ہیں۔اُس میں کرنل بھی ہیں ،اُس میں سرمایہ دار بھی ہیں۔اسمیں جاگیر دار بھی ہیں۔وہ پانچ ارب کے fish catch کر لیتا ہے ،صرف just یہ اتنے طاقتور ہیں کہ میں صرف اُن کو چھ مہینے تک بند کر سکا۔اور ماہی گیروں کی فش کی catch اتنی بڑھ گئی جس دن یہ منسٹر صاحب کو ملا اور منسٹر صاحب نے ،مَیں نے اُسکی شکایت بھی کی۔اُس نے پھر وہی دھندے شروع کیئے۔میڈم! یہ ایوان بیٹھا ہوا ہے۔ہم کہتے ہیں کہ بلوچستان میں حالات خراب ہو رہے ہیں۔اگر آپ گوادر میں فشریز کو بہتر کریں۔ڈسٹرکٹ گوادر اور بیلہ میں ،مَیں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ ڈھائی سے تین لاکھ لوگوں کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوگی۔وہ اِتنا پیسہ آپ کو کما کے دیں گے۔ کیونکہ اِس وقت fish اگر رہ گئی ہے تو صرف اور صرف اِسی ساحل پر رہ گئی ہے۔باقی سندھ میں نہیں ہے۔تو مَیں مولانا صاحب کی اِس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔اور گورنمنٹ ،آج سی ایم صاحب موجود نہیں ہیں۔مَیں گورنمنٹ سے گزارش کرتا ہوں کہ خدارا! یہ پانچ چھ کروڑ کی خاطر چھ سات ارب روپے جو آپ ضیاع کر رہے ہیں ان کو روکیں تاکہ ، میڈم! مَیں گیا ہوں campaign میں آپ یقین کریں گرمیوں میں لوگ آٹا قرض پر لیتے ہیں۔یہ ہماری ساحلی پٹی ہے اور ماڑہ ہٹ سے شروع ہوا کر کھپر تک۔ یہ پانی گرمیوں میں اُدھار لیتے ہیں۔کیونکہ انکے پاس کوئی پیسہ نہیں ہوتا۔جب فشنگ شروع ہو جاتی ہے تب جا کے وہ پیسے دیتے ہیں۔تو یہ قابلِ رحم ہے۔یہ اِتنے غریب لوگ ہیں۔اگر آپ ٹرالرنگ کو بند کریں تو یہ پورا کوسٹ سب سے زیادہ امیر ہوگا۔آپ کا شکریہ

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! مَیں صرف دو منٹ اس پر بات کرنی ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: یہ مولانا صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے، حقیقت میں ڈاکٹر صاحب نے بھی تفصیلی بات کی۔ فشریز حقیقت میں بلوچستان کا جس طرح منرل پر ہم بات کرتے ہیں اُس کے بعد فشریز جو ڈیپارٹمنٹ ہے پاکستان میں سب سے جو بڑا اور سب سے منافع بخش ڈیپارٹمنٹ وہ فشریز ہے بلوچستان میں اور پورے پاکستان میں۔ کیونکہ 800 کلومیٹر کوسٹل ایریا ہمارے پاس ہے۔ اور اس میں فشریز کا جو قانونی طریقے سے اگر ہم کام کریں تو اس سے بلوچستان کو اربوں روپے ملتے ہیں۔ لیکن بدبختانہ ہماری فشریز میں ہم نے اس طرح کام نہیں کیا لیکن illegal طریقے سے اس میں بہت زیادہ فراڈ ہوتا ہے۔ جب سیزن آتا ہے سردیوں کا اور جب half season ہوتا ہے جب فشریز میں خاص کر جو اورماڑہ اور پسنی کے درمیان دو تین ایسی جگہیں ہیں جہاں مچھلی اپنے انڈے دیتی ہیں جو خاص اُن کی نسل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ سندھ سے جو illegal ٹرالرز آتے ہیں۔ ایک تو بلوچستان میں کیا ہوگا یہ غریب لوگ جن کے پاس اتنی کشتیاں ہیں جو دن میں پانچ ہزار، چھ ہزار، دو ہزار کی مچھلی پکڑ کے اپنا روزگار جو گوادر کے یا ڈسٹرکٹ گوادر یا تربت کے جو اُس ایریا میں یا وہاں سے بیلہ سے لے کے یہاں تک کرتے ہیں۔ وہ تو ان کا حق ہے۔ ان کا حق ہے انکا رہنے والوں کا کہ ان کو یہ وسائل ہم فراہم کریں۔ لیکن سندھ سے جو آتا ہے اُنہوں نے سندھ کی مچھلیاں تو ختم کر دی ہیں۔ آج ہمارے سمندر میں کر رہے ہیں جو ہمارا سرمایہ ہے۔ جس سے ہمیں اربوں روپے مل سکتے ہیں۔ لیکن ہم اس کو کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ ہماری گورنمنٹ کی ناکامی ہے یہ پہلے سے نہیں کہ اس گورنمنٹ میں ہو رہا ہے۔ یہ 20 سال سے اس میں دھندے ہو رہے ہیں کیوں ہو رہے ہیں؟ میں کہتا ہوں اسے قانون کے دائرے میں رہنا چاہیے اس پہ ہم ایک قانون سازی کریں اس طرح سے کہ کوئی بھی غیر قانونی یا کسی بھی اس صوبے سے باہر، خاص کر صوبے کو بھی چھوڑیں دو یا تین اضلاع سے باہر کوئی آدمی وہاں نہیں جا سکتا ہے ٹرالنگ نہیں کر سکتے ہیں۔ اور اگر کرتے ہیں تو اُس پر اِتنا جرمانہ ہو جائے اُس کا ٹرالر بھی ضبط، اُس پر جرمانہ بھی ہوگا تو تب یہ کنٹرول ہو سکتا ہے otherwise یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ ہمیں نے ان کو تحفظ دینا ہیں اِن مچھلوں کو اُن کے انڈوں کو تحفظ دینا ہے۔ ان کی آئندہ جو نسل ہے ان کو تحفظ دینا ہے۔ بہترین مچھلیاں یہاں ہمارے پاس avaliable ہیں۔ ہم دنیا کو دے سکتے ہیں گوادر ایک نام ہے۔ یہ نہیں کہ میں صرف یہاں کہتا ہوں۔ انٹرنیشنل لیول پر آپ ان کا جو یہ کاروبار ہیں ہم کر سکتے ہیں اور اس کا مَیں تو ہمیشہ سے یہی کہتا ہوں کہ چلو وہ سونا کا پر اور گیس ہم سے لے گئے۔ ابھی سمندر بھی لے جا رہے ہیں۔ اس سے تو ہم پورا کم از کم نہیں تو یہ مکران ڈویژن کا بجٹ تو ہم اس سے بنا سکتے ہیں۔ لوگوں کو روزگار اور سروسز دے سکتے ہیں۔ تو اس پر میں ان کی حمایت کرتا ہوں۔ اور کم از کم اس کو سیریس لینا چاہیے۔ اور ان پر ہم نے سیریس سے قانون سازی کرنی چاہیے اور کنٹرول کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی یونس زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): میڈم اسپیکر! شکریہ مولانا صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے یہ بالکل حقائق پر مبنی ہے۔ہم بات کرتے ہیں ساحل اور وسائل کی۔وسائل تو ایک طرف جیسے انجینئر زمرک صاحب نے کہا کہ وسائل کو تو ہم نے بیچ باچ کے دے دیا ہے۔ایک ساحل ہمارے پاس رہ گیا ہے۔اور ساحل کو بھی جس طرح ہم بیچ رہے ہیں اور جس طرح ساحل کا حشر نشر کر رہے ہیں جس میں ٹرالرنگ کی جو بھر مار ہے سندھ سے یا دوسرے جگہوں سے جو ٹرالرنگ کی وہاں بھر مار ہوئی ہے اور جس طرح کرپشن کا ایک بازار گرم کیا گیا ہے کہ بلوچستان کو بالکل مطلب ہے کہ وسائل تو سارے لے گئے ہیں ابھی ساحل میں بچی کھچی مچھلی جو رہ گئی ہے جو مکران ڈویژن کو جو سورس ملتا ہے اسکو بھی ختم کرنے کے چکر میں ہیں کہ اسکو کیسے ختم کیا جائے تاکہ وہاں کے لوگ بھوکے پیاسے پہلے سے تھے ابھی وہ بھوکے پیاسے مر جائیں گے تو یہی انکا پروگرام ہے۔میڈم اسپیکر! ہمارے ساحل کو اگر دیکھا جائے آٹھ سو نو سو کلومیٹر کا ہمارے پاس ساحل ہے۔ہم اگر اسکو ڈویلپ کریں ہم اسکے مچھلی کو تحفظ دے دیں ہم اس پر پروگرام بنائیں بدقسمتی ہماری یہ ہے کہ جہاں ہم انویسٹ کرتے ہیں وہاں سے ہمیں ایک روپے کا فائدہ نہیں ہوتا ہم وہاں انویسٹ نہیں کر رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ایگریکلچر ہماری ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔اور یہ حیثیت رکھتی ہے اور ایگریکلچر سے زیادہ ہمیں یہاں فشریز سے فائدہ ہے ہم ایگریکلچر کو تو ڈویلپ کریں گے ساتھ ساتھ ہم اپنی فشریز کو بھی ڈویلپ کریں تاکہ ہم یہاں سے پیسے جمع کرلیں۔ہم یہ زمیادوں سے یہ تیل والی گاڑیوں سے جو ہمارے نوجوان مرتے ہیں ایکسیڈنٹ کرتے ہیں جس طرح یہ خوار وزار ہیں اگر ہم اپنے ساحل و وسائل کو ہم اپنے فشریز کو ہم اپنے ساحل کو اگر بڑھاوا دے دیں اور اس میں ٹرالرنگ کو روک دیں میرے خیال میں یہ مکران ڈویژن کے لوگ ہمارے دوسرے لوگ یہ زمیاد سے جان چھڑا کر کے یہاں اپنا کاروبار احسن طریقے سے کر سکتے ہیں۔تو مَیں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں مولانا صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی اب رحمت بلوچ صاحب نے بات کرنی ہے۔جی ان کی پہلے ریکوئیسٹ آئی تھی۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: Thank You Madam۔اصغر بھائی! مَیں نے چٹ بھیجی تھی۔شکریہ میڈم اسپیکر! ایک تو ہمارے حکومتی دوست موبائل سے کھیل رہے ہیں، ایک بہت serious قرارداد ہے۔ ایک بہت serious issue ہے۔افسوسناک بات یہ ہے کہ حکومتی دوستوں کو کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا ہے کہ اس issue کا کس طرح حل کریں، ابھی بھی گپ شپ میں لگے ہوئے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: kindly جی اِس طرف توجہ دیں، زابد ریکی صاحب! آپ صالح بلوچ صاحب کی طرف توجہ دیں جی۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اہم قرارداد ہے۔اور جس طرح میری پارٹی کے سربراہ

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب نے حمایت کی ظاہر ہے میری پارٹی کی حمایت ہے، اِس میں میڈم اسپیکر! آپ یقین کریں کہ ہمارے جو تین چار ایریاز ہیں، جس سیکٹر میں ہم اپنے آپ کو develop کر سکتے ہیں تو ہمیں روزگار ملے گا، سب سے بڑا ہمارے روزگار کا ذریعہ معاش ہماری کوسٹ ہے سمندر ہے۔ لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ گوادر کے ماہی گیر کی کوئی اہمیت کو نہیں سمجھتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ اِس ساحل کو لاوارثوں کی طرح treat کیا جارہا ہے، بڑے بڑے مافیاز کراچی اور اسلام آباد میں بیٹھ کر راتوں رات ارب پتی بنتے ہیں، کوسٹ میں جو wire-net اور غیر قانونی trawlering کے ذریعے تباہی مچا رہے ہیں لیکن مقامی ماہی گیروں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اِس صوبے کے وسائل کی لُوٹ مار کے لیے کسی کے دل میں کوئی ترس نہیں ہے۔ بس یہ ہے کہ یہاں کے عوام کو جس غربت مشکلات کا شکار بنایا گیا ہے، شعیب جان! پلیز آپ کاش کہ ہمیں پھر اِس قرارداد کے حوالے سے جواب دے دیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی توجہ دی جائے۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: اگر یہ احساس ہو کہ بلوچستان کے لوگوں کو بے روزگاری سے نکالنا ہے یہ سب سے بڑا ذریعہ معاش ہے۔ دوسرا اہم ارا سیکٹر کھجور کی پیداوار ہے آپ میڈم یقین کریں ایگریکلچر کی رپورٹ ہے مَیں آپ کو پیش کر رہا ہوں کہ 2022ء میں جو بارش ہوئی تھی مسلسل اِس سیزن میں 13 ارب سے زیادہ صرف تربت اور پنجگور کی کھجور کو نقصان ہوا۔ 13 ارب سے زیادہ، مطلب جو آپ ایگریکلچر، لائیو اسٹاک اور فشریز کو لیں گے، آپ نے یہاں وافر مقدار آپ اپنے لوگوں کو روزگار دلاسکیں گے اور آپ کی اکانومی boostup کرے گی۔ لیکن یہاں یہ ہے کہ مافیا کا قبضہ ہے۔ تو خدارا مَیں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آج بھی ایک ٹرالر کی رسید کراچی میں بکتی ہے کہ اس کو بند کیا جائے، گوادر کے ماہی گیروں پر رحم کیا جائے اِس پر حکومت عملی اقدامات کرے، Good Governance کو یقینی بنائیں، اِس طرح لاوارث ہے یہ صوبہ کہ کوئی نظر نہیں آرہا ہے کہ کہیں ریاست ہے اور عوام کو عدم تحفظ کا شکار بنا دیا ہے عوام غیر یقینی کیفیت کا شکار ہے آج بھی، وہ حیران ہیں کہ ہمیں تحفظ دینے والا کون ہے میرا مداوا کون کرے گا اور میرے اِن مسئلوں کو کون حل کرے گا۔ thank you۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جی ترین صاحب مختصر اس کو کریں کیونکہ آگے اور بھی قراردادیں ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: میڈم! یہ مختصر اس لیے نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک بڑی اہم قرارداد ہے اور گوادر کے لوگوں کا روزگار واسطہ ہے میڈم! آپ اگر تسلی سے سُنیں گی تو بات کریں گے تو اِس کا فائدہ ہو ورنہ اگر مختصر کرنا ہے تو پھر ہم بیٹھ جاتے ہیں میڈم! بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ یہاں پتہ نہیں کیا ہر بندے کو جلدی پڑی ہوئی ہے کہ جلدی جلدی کریں میڈم! یہ قرارداد بڑی اہم قرارداد ہے یہ اپنا مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب لے کر آئیں اِس پر ہمیں سُنا جائے، میڈم ہمارا

ایک visit ہوا گوادر کا اور وہاں ہم لوگ ماہی گیروں سے ملے۔ اُس میں رحمت جان صاحب، زاہد جان صاحب، انجینئر زمرک خان صاحب، ملک نعیم صاحب اور بھی ہمارے ساتھی تھے، آپ یقین جانیں میڈم جیسے ہمارے بلوچستان میں مائنز اینڈ منرلز کا ایک یہاں جال بچھا ہوا ہے یا ہم ریکوڈک کی بات کرتے ہیں سینڈک کی بات کرتے ہیں اِس طرح یہ جو بلوچستان میں ہمارا کوسٹل ہائی وے ہے۔ جو خاص طور پر فشریز ڈیپارٹمنٹ سے واسطہ ہے میڈم یہ ایک بہت بڑا سرمایہ ہے ایک بہت بڑا روزگار کا ایک ذریعہ ہے۔ میڈم یقین جانیں ہم جب وہاں گئے ماہی گیروں سے ملے وہ تو پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ اور شکایات اُن کی اِتنی زیادہ تھیں اور بجا شکایات تھیں کہ آپ میڈم سوچ نہیں سکتیں۔ میڈم جتنے بھی کوسٹل ہائی وے گوادر میں جو ماہی گیر ہیں جو اِس شعبے سے واسطہ ہیں اُن کو جو کوٹہ جو وہاں اُن کو recieve ہوتا ہے وہ مچھلی جو جال کرتے ہیں اِس کو 30% وہاں انکو موقع ملتا ہے۔ 70% جو ٹرالر مافیا ہے جو کراچی سے آتے ہیں یا وہاں بیٹھ کر مافیا ہے وہ سرگرم ہیں سمندر سے 70% جو فشریز کا کاروبار ہے، یا یہ جو چوری کرتے ہیں یا جو وہاں وہ ڈاکہ ڈالتے ہیں وہ ٹرالر مافیا ہیں۔ 30% ہمارے جو فشریز حضرات ہیں وہ اُس سے مستفید ہوتے ہیں۔ میڈم! یقین جانیں کہ فشریز ڈیپارٹمنٹ بالکل خوابِ خرگوش کی طرح سو رہا ہے، وہاں ٹریننگ سینٹر ہے جس میں ماہی گیروں کو اُن کے کشتی کے انجن بنانا، ماہی گیری کیسے کرتے ہیں جال میں کیسے بچاؤ کرتے ہیں وہاں ٹریننگ سینٹر ہے وہ ابھی تک نامکمل بھی ہے کوئی بھی اُس سے مستفید نہیں ہے۔ تو میڈم اسپیکر صاحبہ! یقیناً جو یہاں بات کی جارہی ہے کہ آپ کے فشریز ڈیپارٹمنٹ کو ایکشن لینا چاہیے۔ اِس پر اِن کو دیکھنا چاہیے کہ ٹرالر مافیا راتوں رات کیسے ارب پتی بن جاتے ہیں۔ اُن کے خلاف کیا کارروائی کی جائے کیا ہونا چاہیے اُن کو روکا جائے تاکہ ہمارے گوادر کے لوگ اُس سے مستفید ہوں۔ نہ کہ کوئی چور ڈاکو اور کوئی ٹرالر مافیا یہ ٹرالر مافیا کے پیچھے جو بھی لوگ ہیں میڈم۔ اِس پورے سمندر سے ہر سیزن میں دو سو ارب روپے کما کر جاتے ہیں۔ دو سو ارب اِتنی بڑی amount ہے میڈم اسپیکر صاحبہ! کہ آپ سوچ نہیں سکتی ہیں لیکن ہمارے ماہی گیروں کو کیا ملتا ہے 30% وہ کرتے ہیں اور 70% نہ وہ ٹرالر مافیا ہے وہ وہاں سمندر میں جا کر اپنا شکار کرتے ہیں۔ تو میڈم یہ یقیناً یہاں سے آپ سخت رولنگ دیں بلکہ جو فشریز ڈیپارٹمنٹ ہے اُن کو طلب کریں آپ اور یہ جو قرارداد ہے یقیناً یہ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اور یہ جو ہمارے گوادر کے لوگ ہیں وہ بیروزگار ہیں کس کی وجہ سے؟ ٹرالر مافیا کی وجہ سے۔ آپ ڈیپارٹمنٹ کو بلائیں ایک meeting رکھیں تمام ہاؤس کو بلائیں اُن سے پوچھیں کتنے مافیا اُنھوں نے پکڑے ہیں؟ کتنی کاروائیاں کی ہیں؟ کتنی FIR آپ نے کاٹی ہیں؟ کتنے غیر قانونی لوگ آپ نے پکڑے ہیں؟ تو حکومت تھوڑی سی grip اِس پر کرے گی تو پھر جا کر بات بنے گی تاکہ جو ہمارے ماہی گیر حضرات ہیں، میڈم کوسٹل جو یہ ایک بہت بڑا روزگار کا ذریعہ ہے لیکن اُس کو protect کیسے کرنا ہے اپنے ماہی گیر کو فائدہ کیسے دینا ہے ٹرالر مافیا کو کیسے روکنا ہے اِس پر جامع حکمت عملی کی ضرورت

ہے اور یہ شعیب جان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو حکومت کا حصہ ہیں جو فنانس منسٹر ہیں اِن سے میں ریکوئسٹ کرتا ہوں کہ ایک special cabinet meeting میں اِس کو رکھیں ڈیپارٹمنٹ کو تاکہ یہ ہمارے ماہی گیر بیچارے بڑے در بدر لوگ ہیں میڈم! اُن کی یقین جانیں کہ پاؤں میں چپل تک نہیں تھے وہ یہی ہے صبح جاتے ہیں سمندر میں دو چار چھ مچھلی پکڑ لیتے ہیں اور یہاں تقسیم کر لیتے ہیں دو چار ہزار جمع کر کے گھر میں جا کر اپنے بچوں کے لئے روزی روٹی کماتے ہیں لیکن جو ٹرالر مافیا ہے وہ ارب پتی بن جاتے ہیں۔تو میڈم اِس کے خلاف آپ رولنگ دیں اِس قرارداد کو آپ منظور بھی کریں آپ اُن کو بلائیں یا کیبنٹ میں اِس کو discuss کریں تاکہ ٹرالر مافیا کو لگام دی جائے۔شکریہ میڈم۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی۔آیا قرارداد نمبر 38 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 38 منظور ہوئی۔ڈاکٹر محمد نواز کبزئی صاحب! آپ اپنی **قرارداد نمبر 39** پیش کریں۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: میڈم اسپیکر! ہرگاہ کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی جانب سے بلوچستان اور سابقہ FATA کے ضم شدہ اضلاع کی میڈیکل سیٹوں کا کوٹہ 333 سے کم کر 194 کر دیا گیا ہے جو کہ ایک انتہائی غیر منصفانہ فیصلہ ہے اور PMDC کا یہ فیصلہ بلوچستان سمیت سابق FATA کے ضم شدہ علاقوں کے لیے نوجوانوں کے ساتھ سراسر ناانصافی اور تعلیم دشمنی کے مترادف ہے۔PMDC کے حالیہ فیصلے سے بلوچستان کے نوجوان مزید احساسِ محرومیت کا شکار ہوئے ہیں۔ مزید براں صوبے کے جو طلبہ و طالبات محنت کر کے میرٹ پر بلوچستان سے باہر میڈیکل کالجز میں پڑھنے کے خواہشمند ہیں، یہ مایوسی کے بھنور میں مزید دھکیلا جا رہا ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ PMDC کے حالیہ فیصلے کو کالعدم قرار دے کر بلوچستان اور فاٹا کے ضم شدہ اضلاع کی میڈیکل سیٹوں کا موجودہ کوٹہ 333 کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ صوبے کے نوجوانوں کو بلوچستان سے باہر میڈیکل کالجز میں پڑھنے کے مواقع میسر ہو سکیں۔شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 39 پیش ہوئی۔کیا محرک اپنی قرارداد نمبر 39 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: میڈم اسپیکر! یہ قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے۔ PMDC نے جو 333 سے کم کر کے 194 سیٹیں بلوچستان کی کر دی ہیں فاٹا کی یہ میرے خیال میں ہمارے صوبے کے نوجوان طلباء اور طالبات کے لیے بہت بڑی ناانصافی ہے۔ایک طرف تو مرکزی حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم بلوچستان کے نوجوانوں کو تعلیم کے زیادہ مواقع میسر کروائیں گے۔اور اُن کو باہر ممالک پی ایچ ڈی کروانے کے لیے بھیجیں گے۔دوسری جانب یہ ظلم کہ اُنھوں نے یہ سیٹیں کم کر دی جو کہ ایک اچھی opportunity تھی جو کہ ہمارے صوبے کے طلبہ و طالبات دوسرے صوبوں میں جا کر کے

وہاں یہ ڈاکٹر بن جاتے ہیں۔لیکن ابھی وجہ کیا ہے کیوں اِن سیٹوں کوکم کیا گیا ہے ہمارے آبادی دن بدن بڑھ رہی ہے اور ہمارا جوصوبہ ہے especially بلوچستان وہ دوسرے صوبوں کی نسبت اِس میں ڈاکٹرز بہت کم ہیں۔ہم تو یہ توقع رکھتے تھے کہ مرکزی گورنمنٹ اور PMDC ہماری سیٹیں بڑھائیں گی لیکن اُنھوں نے یہ کم کردی ہیں ہمارے جوغریب طلبہ و طالبات وہاں باہراُن علاقوں سے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ایف ایس سی کرنے کے بعد کوئٹہ میں آکر کے جن حالات میں یہاں یہ اکیڈمیوں میں داخلہ لیتے ہیں اور مجھے پتہ ہے کہ اِن کے والدین محنت مزدوری کرکے بڑی مشکلوں سے اِن کو یہاں فیسیں دیتے ہیں۔اور یہ ہاسٹلوں میں جوطلبہ اور طالبات ہیں ایک ایک کمرے میں چھ، چھ اور ایک کمرے میں پانچ، چھ طلبہ رہتے ہیں اور وہ جس طریقے سے گزارا کررہے ہیں اُن کے والدین جوکہ محنت مزدوری کرکے اُن کو خرچہ دے رہے ہیں اُن کی یہی خواہش اور توقع ہوتی ہے کہ میرے بچہ ڈاکٹریا انجینئر یا کوئی اور ڈگری لے کرکے آئے گا اور یہی اُن کی خواہش میرے خیال میں دم توڑتا ہوانظر آرہا ہے۔آیا زیادہ ڈاکٹر بننے سے ہماراصوبہ ترقی کریگا یا زیادہ لوگ جو ہمارے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گےصوبے میں کیا امن امان میں بہتری نہیں آئے گی؟ لازماًاِن کی تعلیم سے اِن کے ڈاکٹر بننے سے اُن کے بچوں کے روزگار بوڑھے والدین کا سہارا بنیں گے۔اور علاقے کی خدمت ہوگی۔ اِتنا far flung area ہے اِس میں ایک ڈاکٹر نہ کم ازکم 10,15،20 کلومیٹر پر ایک ڈاکٹر ہے مگر یہ ڈاکٹر بڑھ جائیں تو ہمارے اِنسانی صحت کے لیے علاقے کے لوگوں کے لئے اور ہمارے لیے بھی مفید ہوگا۔اِس کے ساتھ میڈم اسپیکر! ہمارے سی ایم صاحب جوکہ واقعی تعلیم کی طرف توجہ دے رہے ہیں۔بچوں،نوجوانوں کو روزگار دینے کی کوشش کررہے ہیں۔دوسری طرف ہمارے پرائم منسٹر صاحب بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم بلوچستان کے نوجوانوں کو روزگار دیں گے تاکہ امن وامان آسکے۔ بلوچستان کے نوجوانوں کوتعلیم دلوائیں گے۔لیکن ایسا یہ جوقدم اُٹھایا گیا ہے اِس پر پرائم منسٹر صاحب، سی ایم صاحب، اور میں آپ سے بھی یہ ریکوئسٹ کرتا ہوں کہ یہ سیٹیں جوکم کی گئی ہیں اُن کو دوبارہ restore کیا جائے تاکہ ہمارے نوجوان اِس سے فائدہ اُٹھاسکیں۔Thank you۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you جی۔جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم اسپیکر! مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے یہ قرارداد بالکل جائز ہے۔ آئینِ پاکستان میں جو ہیلتھ ہے وہ entirely provincial subject ہے۔منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں Federal government is nothing with health and education یہ 18th amendments سے پہلے یہ ہے۔اور PMDC نے اسکوکٹ لگایا ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یا آپ سب بیٹھے ہوئے ہیں اگر یہ ہماری سیٹیں نہیں بڑھائی گئیں، پھر اِس کو CCI میں جانا چاہیے۔یہ بہت ہی

controversial issue ہے کہ آپ سو، ڈیڑھ سو ہمارے بچوں کو ہر سال میڈکل سے محروم رکھیں۔منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اِس کیس کو tackle کریں۔اگر یہ PMDC نہیں مانتا ہے تو یہ ہم سمجھتے ہیں کہ CCI کا کیس بنتا ہے۔ آپ جاکے اِس کو CCI میں لڑیں کہ بھئی آپ ٹھیک ہیں ہم نے PMDC نہیں بنائی ہماری مجبوریاں تھیں what everاور HEC نہیں بنائی باقی صوبوں نے تو اپنی بنائی ہیں۔آپ جاکے سندھ میں تھوڑی سی مداخلت کریں، پھر فیڈرل گورنمنٹ کو پتہ چل جائے گا۔کہ NICVD اُس نے بنایا تھا، جناح Hospital اُس نے بنایا تھا آپ جائیں NICVD میں تو منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں آپ اِس کیس کو لے لیں tackle کریں ہمارے میڈیکل کالجزوں میں جو ہاسپٹل میں کمی ہے اُن کو آپ پورا کریں نمبر1، پچھلے 6 مہینے سے منسٹر صاحب! آپ کے تینوں نئے میڈیکل کالج کے جتنے کنٹریکٹ آپ نے رکھے ہیں چاہے وہ پروفیسرز ہیں اسسٹنٹ پروفیسرز ہیں یا جو بھی Consultants رکھے ہیں اُن کی تنخواہیں نہیں ہیں۔آپ مہربانی کر کے اِنکا کوئی mechanism بنائیں۔ اُن کو تنخواہیں دے دیں۔ اب روزانہ ہمیں messages آرہے ہیں کہ تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں۔اب چھ، چھ مہینے میں اگر ایک FCPS کی، ہم نے بڑی مشکل سے وہاں ایک neuro surgeon ڈھونڈا ہے۔اگر آپ اُس کو، اِس وقت پاکستان میں تین سو neuro surgeon ناجو neuro surgeon ایسی چیز نہیں ہے جو بازار میں ہے اب جاکے خریدو گے اگر اُس کو آپ چھ مہینے میں آپ تنخواہ نہیں دیں گے تو اُس کے لیے اسلام آباد میں offers بہت ہیں۔تو آپ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ Finance Minister بھی بیٹھا ہوا ہے۔ظہور صاحب بھی آگئے ہیں، یہ تو اچھا ہے ظہور صاحب جاکے اپنے آپ کو، پتہ نہیں کوئی میٹنگ میں چلا گیا ہے اور صبح سے ہمیں یہاں بٹھایا ہے۔تو یہ جاکے آپ اِس کو tackle کریں اور اِس قرارداد کو، آپ منسٹر صاحب جو ڈاکٹر صاحب نے پیش کی ہے۔اب 150 بچے اگر ہمارے ہر سال رہ جائیں ہمیں پھر میڈیکل کالجز کیوں بناتے ہیں؟ تو یہ اِس کو آپ اگر نہیں کیا تو That should go to CCI۔یہ CCI میں جائے گا۔ بڑی مہربانی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you جی۔جی اچکزئی صاحب۔

محترمہ راحیلہ حمید خان دُرانی (وزیر محکمہ تعلیم): میڈم اسپیکر! مَیں اِس پر بولنا چاہتی ہوں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: آپ آخر میں پھر ہم جواب دے دیں کہ کیا ہے۔میڈم اسپیکر! شکریہ، ڈاکٹر صاحب نے جو قرارداد پیش کی پہلے تو میں یہ request کروں گا ڈاکٹر صاحب سے اور آپ سے بھی کہ اسکو مشترکہ قرارداد بنائیں، کم ازکم ہماری پارٹی کی طرف سے ہمارے نام بھی اِس میں ڈالے جائیں یہ اہم قرارداد ہے سب کی طرف سے ہونی چاہیے۔ مَیں آپ کو ایک چیز بتادوں یہ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے بات کی، ہائرایجوکیشن کمیشن نے جو ہم سے ہاتھ اُٹھایا وہاں تو یہ

تھا اٹھارہویں ترمیم کی بات کرتے ہیں کہ جی اختیارات صوبوں کو منتقل ہو گئے، لیکن جب نقصان کی جگہ ہوتی ہے تو منتقل ہو جاتی ہے۔ جب فیڈرل کے فائدے کی بات ہوتی ہے تو پھر وہ اپنے دفاع کے لیے اٹھارہویں ترمیم بھول جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں پھر ہمارے سارے ساحل و وسائل پر وہ قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہماری یونیورسٹیز ہماری ایجوکیشن منسٹر صاحبہ بھی بیٹھی ہوئی ہیں ہیلتھ اور فائنانس کا منسٹر بھی بیٹھا ہوا ہے ابھی ہماری یونیورسٹیز کا کیا حال ہے مَیں جب خود فائنانس منسٹر تھا تو تنخوائیں نہیں ہوتی تھیں ہمارے پاس، آپ کا اِس سے ہماری جو BUITEMS یونیورسٹی ہے اُس کا ابھی تک ہمارے اُس کے رجسٹر کا جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا میرے پاس اُس کے messages آئے ہوئے ہیں وہ جو اُن پر قانون ہم لاگو کرتے ہیں اور وہ فیڈرل کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ فیڈرل ہمیں کمزور کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہم سے ہاتھ اُٹھایا، اِسی لیے ہمارے funding وہ بند ہو گئیں ہمارے پاس اِتنی resources ہے ہی نہیں کہ ہم بلوچستان میں اِن چیزوں کو سنبھال سکیں تو فیڈرل کا فائدہ کیا ہے ہمارے لیے؟ تو پھر چھوڑ دیں ہمیں اپنی چیزوں پر اختیار دے دیں پھر اٹھارہویں ترمیم کے تحت تو آپ نے کہا کسی چیز پر حق نہیں ہے آپ کے ہمارے نہ گیس پر حق ہے، نہ ہمارے آپ کے minerals پر حق ہے، نہ ہمارے آپ کے سمندر پر حق ہے، تو پھر چھوڑ دیں اِن کو پھر دیکھتے ہیں ہم آپ کی یونیورسٹیوں کو بھی سنبھالیں گے یہاں سے ہم آپ کو fund دیں گے اُن پر تو آپ کی اٹھارہویں ترمیم بھول جاتے ہو یہاں پھر آپ کو اٹھارہویں ترمیم یاد آتی ہے کہ آپ ہماری چیزوں کو stop کرتے ہو ہماری یونیورسٹیز، ہمارے تعلیم کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں یہ فیڈرل کی وجہ سے ہیں۔ جس طرح ابھی ڈاکٹر صاحب نے کہا جو قرارداد پیش کی 333 سے کم کر کے 195 سیٹیں کر دیں۔ کل بھی میں اس پر بات کرنے والا تھا موقع نہیں ملا ابھی آپ دیکھ لیں انڈیا میں ہر ڈسٹرکٹ میں ایک ایک میڈیکل کالج اُنہوں نے بنائے ہوئے ہیں سندھ میں بھی اسی طرح ہے، پنجاب میں بھی تقریباً اِسی طرح ہے بلوچستان میں چار پانچ ایک تو main جو یونیورسٹی بنی وہ یونیورسٹی تباہی کی طرف جا رہی ہے جو ہماری بلوچستان ہیلتھ یونیورسٹیز ہے، کون سی ہیں۔ اور یہاں جو اگر چھوٹے موٹے یہاں کینٹ میں بنا ہوا ہے وہ بھی اپنا business کر رہے ہیں، کوئی تعلیم کے لیے تو نہیں بنایا ہوا ہے۔ دس دس اور پندرہ پندرہ لاکھ سالانہ وہ فیس لے رہے ہیں ہمارے بچوں سے، وہ تعلیم ہونی چاہیے کہ وہ برابری کی بنیاد پر سب کو دی جائے اور وہاں کوئی غریب کا بچہ پڑھ سکے جس کی کوئی فیس نہ ہو۔ آپ فیس لیتے ہو میں سندھ میں بھی اپنے بچے کو پڑھا سکتا ہوں، پیسوں پر تو میں پنڈی میں بھی پڑھا سکتا ہوں، لاہور میں بھی پڑھا سکتا ہوں۔ تعلیم تو یہی ہے کہ آپ مجھے کم کرنے کی کوشش کر رہے ہو مجھے مارنے کی کوشش کر رہے ہو۔ ہم یہی کہتے ہیں روزگار دے دو نوجوانوں کو، آج کل یہ حالات جو بلوچستان میں خراب ہو رہے ہیں۔ روزگار نہیں ہے تعلیم نہیں ہے تو لوگ کدھر جائیں کہیں بھاگ جائیں گے اپنے بچوں کی اپنے آپ کا پیٹ پالنے کے لیے کوئی راستہ تو اپنائیں گے۔ بارڈر

close ہے بزنس نہیں ہے تعلیم لے رہے ہو تو بلوچستان میں ایک کروڑ کی آبادی ہے اور پنجاب میں 14 کروڑ آبادی ہے وہ سنبھل سکتے ہیں ہم اپنی ایک کروڑ کو نہیں سنبھال سکتے ہیں یہ ہماری کمزوری ہے اور وہاں سے فیڈرل نے یہ سارا کچھ تھونپا ہوا ہے یہ نہیں ہے کہ ہم خود اس طرح ہیں ہم نے اس اسمبلی سے کم از کم اپنے دوستوں سے یہی گزارش کرتے ہیں کہ اس میدان میں ہم اکھٹے ہو جائیں کم از کم تعلیم کو تو تباہی کی طرف نہ لے جائیں چاہے وہ میڈیکل ہو چاہے وہ انجینئرنگ ہو چاہے وہ وکلا ہو ہمیں یہاں اچھے اچھے institutions بنانے چاہیے۔ ایک دن میں لاہور گیا تھا اُن سے میں نے بات کی ایچی سن والوں کا پرنسپل بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں اُن کا وہ جو گورنر ہاؤس میں ہماری میٹنگ تھی میرے بچے وہاں پڑھ رہے تھے۔ تو میں نے کہا کہ یہ ایچی سن کی ایک برانچ ہمیں کوئٹہ میں بھی کھول کے دے دیں۔ آپ کی وہاں گرائمر ہے یا گورنمنٹ کالج ہے لاہور کا یا وہ جومری میں بنا ہوا ہے تو اُس کے چھوٹی چھوٹی یہ جو branches ہیں وہاں ہمیں دے دیں ہمارے بچے بھی پھر آپ کے برابر پڑھیں گے۔ آپ کا جو یہ بچہ نکلتا ہے وہ CSS کرتا ہے اور میرا جو بلوچستان میں ٹاٹ پر بیٹھ کے اُس سے آپ یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ بھی آپ کے برابر ہو جائے۔ تو میرے بچے کو یہ تعلیم دے دیں اُسی طرح میڈیکل کالج جو آپ کا King Edward College ہے یا دوسرے جو بڑے بڑے کالجز ہیں اس طرح کا institution ہمیں بنا کر دے دیں ہمارے بلوچستان کے بچوں میں کتنا talent ہیں بہت بڑا talent ہے جا سکتے ہیں آگے۔ نہ ہمیں اپنے اسکالرشپ کا پتہ ہے اسلام آباد میں بھی وہ لوگ لے جاتے ہیں نہ ہماری سیٹوں کا پتہ ہے کہ جی باہر یورپ میں اور امریکا میں کتنی ہیں وہ بھی وہاں اسلام آباد میں یہ لوگ آپس میں تقسیم کر کے لے جاتے ہیں۔ اِن چیزوں پر توجہ دینی چاہیے یہ بہت اہم قرارداد ہے یہ واپس ہونی چاہیے اس طرح منسٹر صاحب کو یہ کیس لے جانا چاہیے ہم اِن کے ساتھ ہیں فنانس منسٹر صاحب ہے ہمارے پی اینڈ ڈی کے منسٹر صاحب بھی آ گئے، ایجوکیشن کی منسٹر جو ایجوکیشن کو بہت زیادہ اُن کی نظر ہے ہمارے جو HEC کا جو fund ہے۔ اور بلوچستان میں HEC بننا چاہیے اس میں بن کے ہمارے سارے مسائل تقریباً ہم خود حل کر سکتے ہیں۔ تو اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں اور یہ مشترکہ قرارداد ہونی چاہیے۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you زمرک صاحب۔ جی منسٹر صاحبہ کے لے لیتے ہیں question اُس کے بعد پھر آپ جواب دے دینا جی۔

وزیر تعلیم: کبزئی صاحب یہ جو قرارداد لائے ہیں، its a very important میرے خیال میں اور چونکہ اس کا تھوڑا بہت تعلق بلکہ زیادہ ہی ہے ایجوکیشن کے ساتھ۔ تو میں اس قرارداد کی بالکل حمایت کرتی ہوں کہ یہ قرارداد ہے۔ کیونکہ دیکھیں بجائے کہ زیادہ کرنے کے کم کی طرف ہم کیوں گئے ہیں اس کی reasons بھی ہمیں دیکھنے

ہیں۔ کبزئی صاحب اگر اس پر اپنے reasons بھی آپ بتا دیتے کہ آخر 300 سے انہوں نے 195 پر لائے کیسے؟ تو یہ ایک ہمارے اُس پر ہوتا ہے یقیناً ہمیں سوچنے کی ضرورت ہیں۔ پہلے ہی ہمارے یہاں ہماری facilities اُس طرح سے upgrade نہیں ہیں جس طرح سے ہونی چاہیے تھی۔ اور اُس میں ہمارا اپنا بھی قصور ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو بھی زمرک خان صاحب نے بات کی، ہماری یونیورسٹیز اُس کی بھی ساتھ ساتھ بات بتاتی چلوں کہ ہماری یونیورسٹیز ایسے نہیں ہے کہ بہت بری حالات میں یا یہ چیزیں ہیں۔ Yes financial crisis ہیں جب ہم آئے ہیں ہم نے as a education minister جب charge لیا تو یونیورسٹیز کی حالت بہت زیادہ خراب تھی۔ miss-manage ہوئی ہیں بہت سی چیزیں اور یہ کہنا کہ فیڈرل وہ نہیں چاہتا یہ ایک میں سمجھتی ہوں کہ میں اس چیز کو نہیں مانتی۔ فیڈرل ہمارے ساتھ کھڑا ہے ہمارے ہاں ایک سمجھ کی ذرا کمی ہیں۔ HEC جو ہے higher education وہ نہ ہمارے وائس چانسلرز لگاتا ہے، نہ وہ وہاں بھرتیاں کرتا ہے، وہ صرف ہماری فیڈرل گورنمنٹ ہمیں یونیورسٹیز چلانے کے لیے گرانٹ دیتی ہے جو وہ تمام پاکستان کی یونیورسٹیز کو گرانٹ دی جاتی ہے۔ اُس گرانٹ کے تحت وہ اور اُس کا ایک فارمولا ہے۔ اُس میں سندھ بھی ہے اُس میں بلوچستان بھی ہے، پنجاب بھی ہے، کے پی بھی ہے اور دوسرے صوبے بھی ہیں۔ تو یہ کہنا کہ اُن کا کوئی ایسا interest ہے کہ وہ بلوچستان کی یونیورسٹیز کو ترقی نہیں دینا چاہتے یہ میں کہتی ہوں کہ مجھے افسوس ہوا ہے یہ سن کے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اُن کا کام صرف international level پر اور national level پر یونیورسٹیز کی standards کو maintain کرنا ہیں۔ اُن کا کوئی اُس میں ایسے کہنا چاہیے کہ کوئی ایسا ذاتی interest نہیں ہے کہ وہ اُس میں کوئی نہ کوئی مفاد یا چیزیں لے رہے ہیں۔ جہاں تک بات ہے ہماری universities کی half of جو ہے HEC اُس پر پیسے دیتا ہے اور جو half ہے۔ جو کہ بہت ہی کم تھا اُس وقت ہماری یونیورسٹیاں، میں بار بار یہ بتاتی ہوں اپنے ایوان کے knowledge کے لیے کہ ہماری یونیورسٹی صرف دو تھیں اور پورے پاکستان میں 65 تھیں اور اُس وقت بھی وہی گرانٹ دی جا رہی تھی اور آج جب کہ بلوچستان میں universities کی میں بلوچستان کی مثال دیتی ہوں گیارہ universities ہوگئی ہیں سترہ یہ campuses ہوگئے ہیں گرانٹ وہی ہے۔ تو بلوچستان کے بچے یہاں پڑھ رہے ہیں بلوچستان میں یہ یونیورسٹیز ہیں بلوچستان کے ٹیچرز اُنہیں پڑھا رہے ہیں تو بلوچستان کی گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ اپنی universities کو financially support کریں وہ اس لیے نہیں آرہے کیوں کہ فیڈرل یہ کہتی ہے کہ بار بار ہم یہ بات کرتے ہیں 18th amendment کے بعد ہم خود مختار ہیں جب اگر خود مختار ہیں تو پھر ہمیں اپنے اداروں کو support بھی کرنا ہے۔ ہمیں اُنہیں اپنے پیروں پر بھی کھڑا کرنا ہے تو جو گرانٹ وہ دے رہے ہیں وہ تو دے رہے ہیں وہ تو فیڈرل اپنی ذمہ داری پوری کر رہا ہے لیکن یہاں

سے یہ آواز بار بار جاتی ہے کہ جی آپ ہمیں وہ دیں۔ تو ہم خود کیا contribution کررہے ہیں؟ اُس contribution کو ہمیں بڑھانے کی ضرورت ہیں ۔میرے بھائی بیٹھے ہیں شعیب ہم مسلسل یہ meetings کررہے ہیں، UFC کی میٹنگ universities کے مسئلوں کو حل کرنے کا، ہم جب آئے تھے تو وہ سڑکوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔آج ہم اُن کو سڑکوں کے اندر سے اُٹھا کر clases میں بھی چلے گئے ہیں ہم اُن کے ساتھ بات چیت بھی کررہے ہیں۔ہم اُن کے مسائل پر بیٹھ کے چار چار گھنٹوں روزے میں ہم اُن کے ساتھ جواُن کے issues ہیں اُن کو دیکھ رہے ہیں اور اُن کو solve کرنے کی کوشش کررہے ہیں ۔تو میرے خیال میں یہ چیزیں بڑے ایک time taking ہوتی ہیں اُن کو ایک strategic plan کے تحت ہم اُس کو لاتے ہیں ہم اُن کے ساتھ بیٹھتے ہیں اُن کی issues کو بھی دیکھتے ہیں اور ہم اپنے وسائل کو بھی دیکھتے ہیں کہ جس طرح اِن کو حل کرنا چاہیے۔سی ایم صاحب کی بڑی توجہ ہے اُنہوں نے دو تین meetings بھی ہمارے ساتھ کی ہیں۔تو یہ اس طرح سے میرے خیال میں اِن چیزوں کو ہمیں بڑے کھلے دل سے اور کھلے دماغ کے ساتھ بیٹھ کر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ It is not only my university as a minister education, its not only the Mr.Shoaibs university as a minister finance, it is for all the Balochistan. یہ ہمارے تمام ممبرز بیٹھے ہیں یہ ہم سب کی universities ہیں۔ جو MPAs اپنے حلقے میں جتنی universities ہیں اُنہیں بھی اُس میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اُنہیں بھی اُس میں اُن کو سپورٹ کرنا چاہیے۔ مجھے اِتنی خوشی ہوئی کہ جب میں میٹنگ میں کل بیٹھی ہوئی تھی UFC کی تو شعیب اپنے خاران کی university کے لیے اُن کو سپورٹ کررہے ہیں اُن کے چیزوں کو وہ اپنے فنڈز سے جو بھی فنڈنگ ہیں وہ اُن کو آگے بڑھنے میں مدد دے رہے ہیں۔ باقی جہاں تک management کے مسئلے ہیں جہاں تک salaries کے مسئلے ہیں yes we need a money جب وہ ہماری تعداد بڑھ گئی ہے ہمیں زیادہ finance کی ضرورت ہیں اور اُس پر ہم انشاءاللہ نئے coming budget میں مجھے آپ تمام ساتھیوں کی ضرورت ہوگی کہ آپ ہمیں اس میں مدد کریں۔ ہم universities کو اُس وقت ہی چلا سکتے ہیں جب تک ہم اُنہیں financially strengthen نہیں کریں گے۔ پیسے کے بغیر کوئی چیز نہیں چلتی ہے ایک پروفیسر آتا ہے اپنی ڈیوٹی کرتا ہے تو وہ یہ اُسے expectation ہوتی ہے کہ وہ end of the month جو first date ہوگی، اُس کی salary اُس کو ملے گی جس سے اُس کا گھر چلے گا۔تو یہ issue ہے جس کو ہمیں چلانے کی ضرورت ہے۔ باقی ہمارے جو PHD ہیں جو کہ دُنیا میں اپنی کردار ادا کررہے ہیں، آپ نے کاکڑ صاحب کا نام سنا ہوگا وہ آکسفورڈ میں اُن کو president بنا دیا گیا ہے وہ اسی بلوچستان کا لڑکا ہے۔تو میرے خیال میں ہمیں مل جل کے اس کو بجائے اس پر تنقید

کے ہمیں آگے بڑھانے کی ضرورت ہے اوراس قرارداد کی میں بھر پورحمایت کرتی ہوں کہ ہمارے بچوں کو بھر پورموقع ملا نا چاہیے۔ہم باقی صوبوں کی مثالیں تو دیتے ہیں کہ ایچی سن ہے، فلاں ہے ڈمکاں ہے۔ پوچھیں ذرا اُن سے اُن کی fee کتنی ہے ذرا پوچھیں اُن سے یہ QIMS ہم نے بنوایا ہے۔ یہ ہماری struggle سے بنایا ہے QIMS آج ہم وہ standard دے رہے ہیں۔ standard دینا ضروری ہے۔ ہر جگہ پر سفارش کلچر ختم ہونا چاہیے ایجوکیشن میں تو بالکل political interference اور سفارشی کلچر ختم ہونا چاہیے۔تب ہم اُن اداروں کی برابر پہنچ سکیں گے۔ورنہ ہم اپنی universities کو بھی سکول بنا دیں گے چھوٹے سکول جہاں ہم اپنی کوشش کریں گے کہ ہماری چلے۔اور جو ہمارا ایک standard ہے اُس کو متاثر کریں۔thank you میڈم۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you راحیلہ دُرانی صاحبہ۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم! مجھے اگر ایک منٹ دے دیں تو میں ایک چیز کی clarification کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم راحیلہ صاحبہ نے جو بات کی just for your information کہ fedral government نے بے ایمانی کی۔بے ایمانی یہ کی کہ اٹھارہویں ترمیم کو devolve کیا۔لیکن اٹھارہویں ترمیم میں ایک اور چیز تھا کہ یہ جو آپ department devolve کر رہے ہیں ہیں اس کے assets بھی آپ devolve کریں گے۔اُنہوں نے department devolve کی اُس کا assets اُس نے devolve نہیں کی۔اب آپ میڈم کہہ رہی ہیں کہ فیڈل گورنمنٹ اپنا حصہ دے رہی ہے۔ higher education کی اُسمیں یہ تھا ایک سو دس ارب روپے فیڈرل گورنمنٹ کو higher education کو دینا تھا۔ higher education کو اب just چونتیس ارب روپے مل رہے ہیں۔ابھی بڑھایا ہے۔جو مجھے ڈاکٹر مختار نے بتایا تھا کہ جی ہمیں 34 ارب روپے مل رہے ہیں۔تو دیکھیں اب ہمیں فیڈرل گورنمنٹ نہیں دے رہی ہے۔ہماری وہی فنڈنگ ہیں جو ہمارے پانچ، چھ یونیورسٹیاں تھیں۔ اب ہماری 12 کے قریب branches بن گئی ہیں۔ہم بیشک اپنے resources کو بھی دے دیں۔لیکن فیڈرل گورنمنٹ، ابھی آپ کے ساتھ ایک اور کام کر رہا ہے فیڈرل گورنمنٹ وہ کہتی ہے کہ جی IMF کا وہ بنا ہوا ہے کہ جی صوبوں کے ساتھ پیسے بہت ہیں تو لہٰذا فیڈرل بجٹ سے صوبوں کو کچھ نہیں ملے گا۔مَیں ابھی recently مل کے آیا ہوں۔مَیں نے کہا اس طرح مت کرو کیا فیڈرل بجٹ صرف اور صرف اسلام آباد کے لیے ہے؟ جو جتنے دو ہزار ارب ہیں یا ڈیڑھ ہزار ارب ہیں۔تو اس میں آپ سے،ظہور صاحب سے گزارش ہے، کہ فیڈرل گورنمنٹ نے محکمے devolve کیے لیکن assets، یہ implementation

committeeمیں، مَیں رہا ہوں اٹھا ہوریں ترمیم کے۔ اُس میں ڈیپارٹمنٹس کے ساتھ assets بھی devolve کرنے تھے۔ اب اُن لوگوں نے جو پیسے ملنے تھے ایچ ای سی کے حوالے سے بلوچستان کو، وہ روز بروز کم کر رہے ہیں۔ اسلام آباد کی ایک یونیورسٹی کے برابر آپ کو نہیں ملتی ہیں۔ تو یہ مَیں اِس لیے مَیں نے اِس کی clarification کی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you. ڈاکٹر صاحب۔ جی بخت کاکڑ صاحب۔

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر صحت): یقیناً یہ ایک important nature کی قرارداد ہے۔ جو ڈاکٹر صاحب نے آج اسمبلی میں پیش کی ہے۔ basically یہ جو جن سیٹوں کی بات کر رہے ہیں 3 سو 33 جو سیٹس ہیں۔ یہ فیڈرل گورنمنٹ یہ ایک اسکالرشپ پروگرام ہے فیڈ ول گورنمنٹ کا فاٹا کے اسٹوڈنٹس کے لیے اور بلوچستان کے سٹوڈنٹس کے لیے۔ جو کہ 2018ء سے اب تک چلا آ رہا ہے اور اُس کو فیڈرل گورنمنٹ ایک پی سی ون کے ذریعے اُن کو فنڈنگ کر رہی ہے۔ اور 2018ء سے اب تک یہ اِسی طرح ہر سال Adhoc basis پر چلا رہے ہیں۔ اُس میں جو issue آ رہا ہے وہ ایچ ای سی اور پی ایم ڈی سی کا ہے پی ایم ڈی سی یہ کہہ رہی ہے کہ جن میڈیکل کالجز میں sister provinces میں جو سیٹیں اُن کو allocate کی گئی ہیں اُن میں سے اِن 333 جو سیٹیں ہیں فاٹا اور بلوچستان کے اسٹوڈنٹس کی within in these seates آپ اِن کو adjust کر لیں جبکہ میڈیکل کالجز اور provinces یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں اِن سیٹوں سے over and above آپ ہمیں 333 سیٹیں دیں گے۔ اور ہر سال یہ معاملہ آپ کے سینیٹ میں آپ کے قومی اسمبلی میں اِسمیں وہاں ہمارے جو سینیٹرز ہیں اور فاٹا کے سینیٹرز ہیں وہ اٹھاتے ہیں۔ اور پھر کونسل میں یہ ایجنڈے میں جا کے اِس کو ہر سال اس کو revise کیا جاتا ہے۔ اِس سال بھی جب یہ معاملہ raise ہوا ہم نے پی ایم ڈی سی کے ساتھ بھی takeup کیا ایچ ای سی کے ساتھ کیا کل فیڈرل منسٹر بھی آئے تھے اُس کے ساتھ بھی میں نے takeup کیا اب کونسل کا جو next upcoming ایجنڈا ہے۔ اُس میں اس کو شامل کیا گیا ہے۔ تو انشاء اللہ یہ جو سیٹیں ہیں بلوچستان کا جو شیئر ہے بلوچستان کو اِس وقت ڈاکٹرز کی کمی کا بہت بڑا سامنا ہے۔ یعنی ہمارے پاس اس وقت 3700 کے قریب ڈاکٹرز ہیں۔ اور ہمیں جو ڈبلیو ایچ او کا criteria ہے کہ per thousand پر آپ کا ایک ڈاکٹر ہونا چاہیے ہمارے ہاں بدقسمتی سے پرائیویٹ کالجز بھی نہیں ہیں پرائیویٹ سیکٹر بھی نہیں ہیں کہ وہ لوگ جو afford کر سکتے ہیں اور وہ ڈاکٹر بننا چاہتے ہیں۔ اُن کے لیے وہ opportunities بھی نہیں ہیں۔ تو اگر یہ 167 سیٹیں جو بلوچستان کی ہیں یہ بھی کاٹ دی جائیں تو ہر سال ہم بلوچستان ہمارے جو چار میڈیکل کالجز ہیں، وہ صرف 500 ڈاکٹرز produce کر رہے ہیں۔ جبکہ ہماری ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے۔ اور مستقبل میں ہمیں اِن چیلنجز کا سامنا ہوگا۔ تو اِس کو ہم

نے از گورنمنٹ بھی takeup کیا ہے اور اس چیز کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔فاٹا کے سینیٹرز نے بھی اس کو takeup کیا ہے اور مجھے کل فیڈرل منسٹر نے یہی کہا کیونکہ ہمارا ممبر بھی جو ہے وہاں پی ایم ڈی سی میں جو ہمارے سیکرٹری صاحب ہیں اُس کو defend کریں گے۔اور انشاء اللہ یہ جو معاملہ ہے اِس کو resolve کریں گے۔ جہاں تک میڈیکل کالجز کی جو ایڈہاک ہے جب سے میڈیکل کالجز بنے ہیں اور haste میں ہم نے جو ایک teaching hospitals بنائے ہیں اور اس کے بعد جو ایک road map بنایا اُس پر ہم نے کام نہیں کیا۔اُس وقت سے ہر مہینے ان کی تنخواہ کا مسئلہ چلتا آ رہا ہے اب تک، جب سے مجھے charge دیا گیا ہم نے اس پر ورکنگ کی اور اُس کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے، جتنے بھی اسٹیک ہولڈرز ہیں۔ہم نے میڈیکل کالجز کے faculty members سے بات کی۔اب ہم اِس پر permanently induct کرنے جارہے ہیں۔تاکہ ہر مہینے ہر تین مہینے کے بعد انکا یہ مسئلہ نہ ہوں۔اور وہ انشاءاللہ میرے خیال میں اسی مہینے میں throgth special وہ اس کا ہمارا ایک وہ ہے cabinet seesion ہے۔جس میں یہ جتنے بھی issues ہیں۔یعنی ہمارے آتے ہی HOs کی اسکالرشپ کا ایک serious issue تھا کہ جو تین تین چار چار مہینے کے بعد جو ہمارے ہاؤس آفیسرز ہیں اُن کے اسکالرشپ وہ دیئے جاتے تھے۔آپ کے PGs کا ایک serious issue تھا اُن کی اسکالرشپ کا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں finance department کا میر شعیب کا، سی ایم بلوچستان کا اور چیف سیکرٹری کا کہ یہ جو جتنے بھی financial issues تھے چونکہ ہمارے بچے جو ہیں وہ بہت زیادہ غریب بیک گراؤنڈ سے تعلق رکھتے ہیں۔ even میڈیکل کالجز میں جو آپ کو سٹوڈنٹس کو چنگ ہزار روپے ملتا تھا وہ بھی sometime آپ کو چار مہینے کے بعد چھ مہینے کے بعد ٹرنچز میں دیے جاتے تھے ف for the first time ہم نے یہ کیا کہ ہم trunchis میں نہیں دیں گے بلکہ چھ مہینوں اِن کو ایڈوانس دیں گے پھر آنے والے چھ مہینوں میں بھی ان کو دیں گے تاکہ اُن بچوں کا جو اسکالرشپ کا ہے وہ اُن کے پاس ہو اُن سے وہاں اُن کی جو expenses ہیں وہ اس کو bear کرسکیں تو یہ جو معاملہ ہے انشاءاللہ یہ جو اڈہاک basis ہم نے وہاں میڈیکل faculties لگائی تھیں چاروں کالجز میں تینوں کالجز میں وہ انشاءاللہ once for all within a month حل ہو جائے گا۔28 کو ان کا کنٹریکٹ ختم ہوا تھا اور ہم نے اس کے بعد تین دن کا ٹائم دیا کہ وہ ڈاکٹرز واقعی میں وہاں کام کر رہے ہیں وہاں present ہیں۔چونکہ ہم نے ابھی وہ devolve کر دیا ہے وہاں ڈویژنل ڈائریکٹر اور جو ہمارے وہاں ڈویژنل لیول کی جو کمیٹی ہے وہ recommendations بھیجے گی میرے خیال میں آج کل اُن کی extension بھی ہو رہی ہے till the date کہ جب تک permanent اِن کی وہ induction یہاں نہیں ہوتی۔thank you very much.

میڈم اسپیکر: thank you جی۔آیا قرارداد نمبر 39 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 39 منظور ہوئی۔سید ظفر علی آغا صاحب کیونکہ موجود نہیں ہیں اُن کی قرارداد نمبر 40 اور فضل قادر صاحب کی قرارداد نمبر 37 اور قرارداد نمبر 40 next سیشن کے لیےان دونوں کو ڈیفر کیا جاتا ہے۔اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 17 مارچ 2025ء بوقت سہ پہر ڈھائی بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 بجکر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆